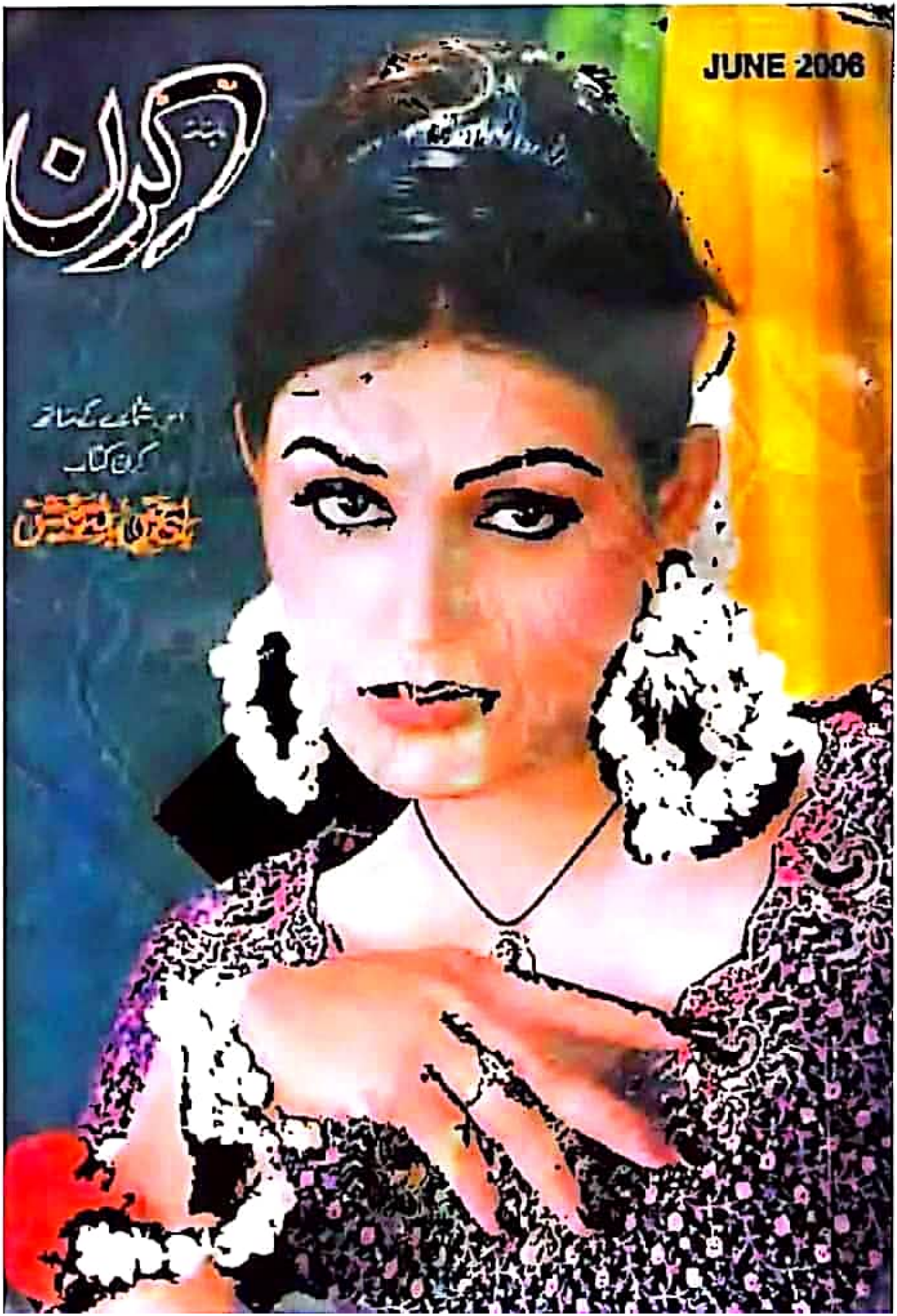


Scanned with CamScanner

نازیہ کنول نازی

# عشق آسیب زندگی

www.novelsjahan.com

جدائی راستوں اور موسموں کے ساتھ چلتی ہے۔
اداسی آسمانوں کی طرح بے انت ہوتی ہے
دلوں میں پھیل جاتی ہے۔
ہوا کے کینوس پہ درد کی تصویر بنتی ہے۔
بچھڑنا ہی مقدر ہو۔
تو آنکھوں میں امڈتی بارشوں کو روک لیتے ہیں
سلگتی ریت کے بوسے عجب تسکین دیتے ہیں
لبوں پہ ذائقہ نمکین پانی کا
ہمیشہ یاد رہتا ہے

## مکمل ناول

شب کے تقریباً" پونے دو بج رہے تھے' جب اس نے تھکے تھکے سے نڈھال انداز میں اپنے گھر کے وسیع لاؤنج میں قدم رکھا۔ حسب توقع نگاہوں سے کچھ ہی فاصلے پر سر نیہوڑائے بیٹھی وہ یقیناً" اسی کا انتظار کررہی تھی۔

"آج.... پھر بہت دیر کردی آپ نے؟"

ہر روز کی طرح اس وقت بھی اس کے قدموں کی آہٹ پر' یمنیٰ رحمٰن کی سماعتیں فوراً" بیدار ہوئی تھیں۔ خمار آلود نگاہوں میں' تفکرات کی گہری پرچھائیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ہر روز کی طرح اس وقت بھی وہ اس کی بے داری پر' خفا ہوتے ہوئے اسے لتاڑ بیٹھا۔

"تو کیا کروں.... ؟ سورج چھپتے ہی آکر تمہارے قدموں میں بیٹھ جایا کروں۔ کام کاج چھوڑ کر۔ ہر وقت تمہاری اس منحوس صورت کو تکتا رہوں' اور کوئی کام نہیں ہے مجھے.... ؟"

درشتی سے کہتے ہوئے کندھے پر پڑا کوٹ اس نے قریبی صوفے کی طرف اچھال دیا تھا۔ فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر' وہ تیزی سے اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھا۔ تو یمنیٰ رحمٰن بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چلی آئی۔

"کھانا گرم کروں آپ کے لیے...."

یہ سوال اس کے معمولات میں شامل تھا۔ خواہ عون احمر جعفری کا رویہ اس کے ساتھ کیسا ہی ہوتا۔

"نہیں...." ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کرتے ہوئے

Scanned with CamScanner

اس نے یمنی رحمٰن کی طرف دیکھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی۔

"اور چائے....."

"چائے بھی پی کر آیا ہوں میں۔ آپ برائے مہربانی میرے لیے کوئی زحمت نہ کریں۔ ویسے بھی میں آل ریڈی بہت تھکا ہوا ہوں۔ جائیں جا کر اپنا کام کریں۔" قطعی روڈ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اپنی توجہ سامنے اسکرین پر موجود مختلف خوبصورت لڑکیوں پر مرکوز کردی۔ تو وہ لب بھینچ کر کچھ پل اس کی طرف خاموشی سے دیکھنے کے بعد چپکے سے اس کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

"جس سے پیار کرتے ہو' کیا وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت' اور آپ کا خیال رکھنے والی ہے۔ ایسا کیا ہے اس میں عون..... جو آپ کو مجھ میں دکھائی نہیں دیتا۔"

بہت دھیمے لہجے میں اس نے استفسار کیا تھا۔ جواب میں ہمیشہ کی طرح وہ جیسے چیخ کر رہ گیا۔

"تم اس بات سے انجان نہیں ہو کہ میں تم سے شدید نفرت کرتا ہوں۔" انگارے چباتا لہجہ کسی نشتر کی طرح اسے اپنی روح میں اترتا محسوس ہوا تھا۔ مگر اس نے لب بھینچ کر سینے میں اودھم مچاتی ٹیسوں کو ضبط کرلیا۔

"آپ مجھ سے صرف اس لیے نفرت کرتے ہیں نا کہ میں' آپ سے شدید محبت کرتی ہوں۔"

"ہیں۔" پر زور دیتے ہوئے اس نے جانے کس ضبط سے پوچھا تھا۔ جواب میں وہ مزید تلخ ہوتے ہوئے بولا۔

"تم سے نفرت کے لیے یہی وجہ کافی ہے کہ تمہاری وجہ سے میری پوری زندگی ڈسٹرب ہو کر رہ گئی ہے۔ ترس گیا ہوں میں دلی سکون اور ذہنی راحت کے لیے۔ صرف تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث آج میں اپنی محبت سے کوسوں دور ہوں....."

"زندگی میں انسان' بہت سی چیزوں کی خواہش کرتا ہے۔ مگر وہ سب چیزیں اسے مل تو نہیں جاتیں عون' کچھ چیزوں کے لیے انسان کو ہمیشہ ترسنا پڑتا ہے۔"

اب بھی اس کا لہجہ بے حد دھیما تھا۔

"ہاں..... مگر دانیہ خان کوئی چیز نہیں ہے میرے لیے' زندگی ہے وہ میری۔ میری ہر خوشی' ہر راحت' ہر خواب اس کی ذات سے وابستہ ہے۔ اور یہ بات میں نے کبھی تم سے نہیں چھپائی۔ مگر اس کے باوجود تم نے جان بوجھ کر' میری زندگی کو عذاب بنا ڈالا۔ اب گلہ کیسا محترمہ.....؟ یہ سب ہونا تو طے تھا۔ اب ترستی رہو ساری عمر میری محبت کے لیے۔" تلخی سے کہتے ہوئے وہ اس کے پہلو سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مانتی ہوں کہ میں نے آپ پر ظلم کیا ہے' مگر میری محبت بھی تو دیکھیں عون' صرف ایک آپ کو پانے کے لیے کیا سے کیا ہو کر رہ گئی ہوں میں....." اب کے اس کے لہجے میں نمی در آئی تھی۔ مگر عون احمر جعفری نے اس کے نڈھال چہرے کی طرف نہیں دیکھا۔

"تم مجھے کبھی نہیں پا سکتیں یمنی' اس بات کا اندازہ یقیناً" بہت جلد تمہیں ہو جائے گا۔ بہرحال اس وقت میں تم سے بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔ میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔"

بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے' اس نے گداز تکیے پر سر ٹکا کر پلکیں موند لیں۔

تو ناچار اسے اٹھ کر اپنے بیڈ روم میں واپس آنا پڑا۔ سرخ سرخ آنکھیں آنسو لٹانے کو بے تاب ہو رہی تھیں۔ اعصاب کے ساتھ اب تو زندگی بھی جیسے اس کے اندر تھکنے لگی تھی۔ ایک گہری سانس خنک فضاؤں کے سپرد کرتے ہوئے اس نے شکستگی کے انداز میں بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر آہستہ سے پلکیں موند لیں۔

ہجر کے ماہتاب سن
ہم بھی ہیں تیرے ہم سفر
ہم سے نہ اجتناب کر
جب بخت میں نہ چین ہو
کسی سے کیا گلہ کریں
راہ میں ان کو روک لیں



Scanned with CamScanner

کیسے یہ حوصلہ کریں۔

☆ ☆ ☆

عشق اگر حسن کا محتاج ہوتا تو یقیناً" وہ اس کے عشق میں اب تک اپنے حواس گنوا چکا ہوتا۔ کیونکہ وہ حسن و رعنائی میں بے مثال تھی۔ محبت اگر سلیقے، ہنر مندی یا وفا سے مشروط ہوتی تو اب تک شاید یمنی رحمٰن کی محبت، اس کے دل میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکی ہوتی۔ کیونکہ یہ سب خوبیاں بھی بدرجہ اتم اس میں موجود تھیں۔ مگر عون احمر جعفری کا عشق حسن کا محتاج نہیں تھا۔ اس کی محبت، سلیقے، ہنر مندی یا وفا سے مشروط نہیں تھی۔ یعنی اس کی زندگی میں آنے کے بعد یمنی رحمٰن کو سوائے آنسوؤں کی سوغات کے اور کچھ نہیں ملا تھا۔

تین سال ہو گئے تھے ان کی شادی کو مگر ان تین سالوں کے ایک ایک پل میں یمنی رحمٰن نے سوائے ذہنی اذیت اور دلی کرب کے اور کچھ بھی نہیں پایا تھا۔ تین سال سے وہ اپنے ملک، اپنے گھر والوں سے دور صرف اپنے محبوب شوہر کا دل جیتنے کی ضد میں کانٹوں پر زندگی بسر کر رہی تھی۔ اجنبی دیس کی بے درد فضاؤں اور بے باک ماحول میں۔ ہر پل اکیلی، سلگتے آنسوؤں کا زہر پی رہی تھی۔ زندگی اور تقدیر کی بے حسی سے مقابلہ کر رہی تھی۔ لیکن اب گزشتہ کچھ دنوں سے جانے کیوں یہ احساس اسے اندر ہی اندر تھکانے لگا تھا کہ وہ زندگی سے کبھی نہیں جیت سکتی۔

کروڑ پتی باپ کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی ہونے کے باوجود، صرف ایک عام سے شخص کی محبت میں اس نے اپنا آپ روند ڈالا تھا۔ اپنی ہر خوشی، پسند، ضد، فرمائش، راحت کو، خود اپنی ہی ذات کی تجوری میں رکھ کر لاک کر ڈالا تھا۔ عون احمر جعفری نامی اس شخص کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کے دل کو بھی اپنی دسترس میں لے لینا، اس کی زندگی کا واحد نصب العین بن چکا تھا۔ خواہ اس کامیابی کے لیے اسے کتنی ہی جدوجہد کیوں نہ کرنی پڑتی۔ کتنا ہی لہولہان کیوں نہ ہونا پڑتا۔ وہ کسی


بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

★ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے،
★ نئے بال اگاتا ہے
★ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے
★ مردوں عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید
★ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

"سوہنی ہیئر آئل"
12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے ایک شیشی کی قیمت صرف 60/- روپے ہے دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوا لیں رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں

قیمت 60/- روپے

ایک شیشی کے لیے ___ 80/- روپے
2 شیشیوں کے لیے ___ 140/- روپے
3 شیشیوں کے لیے ___ 210/- روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں
منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتا:

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان پتوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور
ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبۂ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار
کراچی فون نمبر 7735021


www.novelsjanan.com



Scanned with CamScanner

قیمت پر بھی شکست کا بوجھ اٹھانے کو تیار نہیں تھی۔
تیار ہوتی بھی کیسے؟ زندگی میں ہار کا ذائقہ اس نے کبھی چکھا ہی نہیں تھا۔ جس وقت' جس چیز کے لیے اس کا دل مچلا۔ اسی وقت وہ چیز اس کی دسترس میں آجاتی تھی۔ نتیجتاً آج وہ خود سری کی انتہا پر تھی اور خود اپنی زندگی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔
وسیع کمرے میں لگی دیوار گیر گھڑی نے تین بجے کا الارم بجایا تھا۔ تبھی اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔
"سنو یمنی....! جس سے پیار کرتی ہو' کیا وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔ مجھ سے زیادہ خیال رکھتا ہے تمہارا؟" میران شاہ کی دھیمی مانوس آواز قریب سے ابھری تھی۔ جواب میں وہ بری طرح چونک کر ادھر ادھر نگاہ دوڑانے لگی۔
"تم نے محبت کا دل دکھایا ہے یمنی! میں خدا سے دعا کرتا ہوں' محبت تمہارا دل کبھی نہ دکھائے۔"
اس کی آواز میں آنسوؤں کی نمی شامل تھی۔ تب ہی وہ ایک دم سے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر سسک اٹھی۔
"مجھے کسی کی نہیں' صرف تمہاری بددعا لگی ہے میران شاہ۔ صرف تمہاری آہ لگی ہے مجھے۔" جو آنسو اس وقت اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ وہ آنسو' میران شاہ کی آنکھوں کے آنسو تھے۔ یہ وہ آنسو تھے جنہیں وہ پچھلے تین سال سے نہایت بے دردی کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دربدر کر رہی تھی۔ گو پچھلے تین سال سے بابا اور میران شاہ سے اس کا کوئی رابطہ نہیں رہا تھا۔ مگر پھر بھی وہ ہر پل اس کے ساتھ تھے۔ جب بھی کبھی وہ کرب کی شدت سے گھبرا کر رونے بیٹھتی تھی۔ میران شاہ' فوراً" نم آنکھوں کے ساتھ چپکے سے اس کے پہلو میں آبیٹھتا تھا۔
"رو کیوں رہی ہو یمنی؟ جانتی ہو نا' میران شاہ تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔"
"ہاں... جانتی تھی میں... کہ تم میری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتے میران۔ تبھی تو تم سے اتنی دور چلی آئی کیونکہ یہ آنسو میں نے خود اپنے لیے خریدے ہیں۔"
وہ دھیرے سے بڑبڑائی۔ وقت بہت آگے بڑھ گیا تھا۔ اب اگر وہ یاد نہ بھی کرتی' تب بھی اسے یاد رہتا تھا کہ اس نے کس دیوانگی کے ساتھ "عون احمر جعفری" کو چاہا تھا۔ حالانکہ عون احمر جعفری کو دیکھنے سے قبل۔ وہ سرے سے محبت کے وجود کو ماننے سے انکاری تھی۔
میران شاہ' جو اس کا فرسٹ چچا زاد کزن' منگیتر' اور سب سے قریبی دوست تھا۔ اس کی رفاقت بھی کبھی یمنی رحمٰن کے دل کے تاروں کو منتشر نہیں کر سکی تھی۔ حالانکہ دونوں میں انڈر اسٹینڈنگ تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ کبھی میران شاہ کو محبوب کی حیثیت سے تسلیم نہیں کر سکی تھی۔
بچپن سے لے کر جوانی تک' وہ عجیب عادتوں کی مالک رہی تھی۔
قدرتی طور پر اس کی شخصیت میں شدت پسندی کا عنصر غالب رہا تھا۔ کبھی معمولی سی تکلیف پر رو رو کر آنکھیں سرخ کر لیتی' تو کبھی لہولہان ہو کر بھی لب سے "سی" نہیں نکالتی تھی۔ جو چیز دل کو بھا جاتی پھر اسے پانے کے لیے خواہ اسے آگ کے دریا میں ہی کیوں نہ کودنا پڑتا' وہ پیچھے ہٹ جانے والوں میں سے نہیں تھی' حد درجہ حساس' حد درجہ خود سر' حد درجہ ضدی.... یہ تھی اس کی شخصیت۔
رحمٰن صاحب' اپنی اکلوتی لخت جگر کی ان حرکتوں کے باعث خاصے پریشان رہا کرتے تھے۔ مگر مشکل یہ تھی کہ وہ اس سے کچھ کہہ بھی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ یمنی کے وجود میں ان کی جان تھی۔ حقیقت میں عائشہ بیگم کی وفات کے بعد ان ہی کے بے جا لاڈ پیار نے یمنی رحمٰن کے مزاج ساتویں آسمان پر پہنچا دیے تھے۔ وہ اتنی توجہ و اہمیت پر' خود کو عام انسانوں سے ماورا سمجھنے لگی تھی۔ ان لوگوں میں شامل ہو گئی تھی جو ایک پل کے لیے بھی نظر انداز ہونا گوارا نہیں کرتے۔ اس کی اسی عادت کے باعث میران شاہ نے کبھی اس سے ہٹ کر کسی اور لڑکی کے ساتھ راہ و رسم بڑھانے کی غیر دانستہ



Scanned with CamScanner

کوشش بھی نہیں کی تھی۔

تین سال قبل ہی وہ لوگ ایک طویل عرصہ شارجہ میں رہنے کے بعد پاکستان واپس لوٹے تھے۔ میران شاہ کو رحمٰن صاحب کی طرح اپنی مٹی سے بہت لگاؤ تھا۔ مگر یمنی رحمٰن پاکستانی کلچر کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھتی تھی۔ لہٰذا وہ پاکستان آکر کچھ خاص خوش نہیں تھی۔ مزید یہاں آکر نئے گھر اور نئے آفس کی سیٹنگ کی مصروفیات نے میران شاہ کو اس سے قدرے بے نیاز کردیا تھا۔ وہ شدید بے زار رہنے لگی تھی۔ اس روز بھی ان دونوں کے مابین غالباً" ایسا ہی کوئی جھگڑا ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

کل شام میران نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے آفس سے واپسی کے بعد ڈنر کے لیے لے جائے گا۔ ساتھ میں آئس کریم اور لانگ ڈرائیونگ کے دوران پورا شہر گھمانے کی یقین دہانی' بھی کروائی تھی۔ لہٰذا یمنی نے خوب دل لگا کر تیاری کی۔ مگر آفس میں مصروفیات کے باعث' رات بہت دیر سے اس کی واپسی ہوئی تھی۔ اوپر سے اس نے اپنا موبائل بھی مسلسل آف کر رکھا تھا۔ نتیجتاً یمنی کا موڈ آف ہونا یقینی بات تھی۔

شدید ناراضگی کے اظہار کے طور پر اس نے خود کو کمرے میں مقید کرکے اگلی صبح کا ناشتا بھی گول کردیا تھا۔ تب مجبوراً" میران شاہ کو اس کا موڈ بحال کرنے کے لیے آفس سے چھٹی کرنا پڑی۔ کیونکہ یمنی کی ناراضگی اور آنسو۔ یہ دونوں چیزیں وہ برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ صبح کے تقریباً" دس بج رہے تھے۔ جب وہ اس کی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے معذرتی الفاظ سوچتا اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ نظروں سے کچھ ہی فاصلے پر گداز بستر میں وہ میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی۔ دراز پلکوں کے ساتھ' گالوں پر بے دردی سے بہائے گئے آنسوؤں کے نشانات رقم تھے۔ ایک پل کے لیے میران کو اپنی غفلت پر افسوس ہوا۔ اگلے ہی پل وہ فریج کی طرف بڑھا۔ اور اس میں سے ٹھنڈے یخ پانی کی بوتل نکال کر بے خبر سوئی یمنی رحمٰن پر انڈیل دی۔ اس کی توقع کے عین مطابق وہ فوراً" ہی ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ سرخ سرخ سی خمار آلود نگاہیں' جونہی بیڈ کے قریب کھڑے میران شاہ کے مسکراتے چہرے کی طرف اٹھیں۔ وہ تپ کر رہ گئی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے مانی۔؟ اور کسی کو نیند سے جگانے کا یہ کون سا مہذب طریقہ ہے۔" ترش لہجے میں کہنے کے ساتھ ہی اس نے چہرے کا رخ پھیر لیا تو ایک دھیمی سی مسکراہٹ میران شاہ کے لبوں کو چھو گئی۔

وہ کان پکڑ کر سوری کرتے ہوئے بولا۔

"معاف کردو نا یار۔۔۔ اصل میں رات کچھ دوستوں کے ساتھ نئے پراجیکٹ کے سلسلے میں ایک بلڈنگ کی لوکیشن دیکھنے چلا گیا تھا۔ موبائل تو آن تھا۔ مگر وہاں سگنل سسٹم کام نہیں کر رہا تھا۔ سروس نہ ہونے کے باعث' تم سے رابطہ نہ ہوسکا۔ یقین مانو' مجھے اچھی طرح سے یاد تھا کہ میں نے تمہیں لانگ ڈرائیونگ کے ساتھ ڈنر کے لیے بھی لے جانا ہے۔۔۔"

"ہاں' باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھے۔"

میران شاہ کی وضاحت پر سارا غصہ' پل میں رفع ہوگیا تھا۔ مگر آنکھوں میں اب بھی ہلکی سی خفگی کی جھلک بخوبی دیکھی جاسکتی تھی۔

"بالکل۔۔۔ اور پاگل بنانا تم سے۔۔۔" اب کے اس کی چھوٹی سی ناک دباتے ہوئے اس نے سکون کا سانس لیا۔

"اوکے' لیکن کل چونکہ تمہاری وجہ سے میرے اتنے قیمتی آنسو ضائع ہوئے۔ لہٰذا تمہیں فائن تو ادا کرنا ہی پڑے گا۔ اور تمہارا فائن یہ ہے تم آج مجھے دوپہر میں لنچ کے ساتھ ساتھ ڈھیر ساری شاپنگ بھی کرواؤ گے۔ اور رات میں ڈنر۔۔۔ اور پورا شہر دکھاؤ گے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر کھڑے ہوتے ہوئے بولا

۔"اوکے"

☆ ☆ ☆

وہ اکیلی ہی گاڑی لے کر وسیع سڑکوں پر نکل کھڑی



Scanned with CamScanner

ہوئی۔ وہ ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر واپس پلٹ رہی تھی۔ جب اچانک سامنے سے آتی ہوئی میرون سوک سے بری طرح ٹکرا گئی۔

پل دو پل کے لیے آنکھوں کے سامنے جیسے تارے جھلملا گئے تھے۔ سر اسٹیئرنگ سے ٹکرانے کے باعث' یقیناً" زخمی ہو گیا تھا۔ نچلا ہونٹ بھی دانتوں تلے آکر کچلا جا چکا تھا۔ صد شکر کہ سامنے والے نے فوراً" ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے گاڑی کا رخ سڑک کی سائیڈ پر کچے راستے کی جانب موڑ دیا تھا۔ وگرنہ آج یمنی کا جلال نجانے کیا قیامت لاتا۔

میرون سوک میں بیٹھا خوبصورت سا اجنبی نوجوان تین چار جھٹکے کھانے کے بعد بمشکل گاڑی پر کنٹرول حاصل کر پایا تو غصے سے سرخ یمنی رحمن اپنی تکلیف کو پس پشت ڈال کر فوراً" تنے ہوئے اعصاب کے ساتھ اس کے سر پر جا پہنچی۔

"او مسٹر ایکس وائی' زیڈ! آپ کیا نشے میں گاڑی چلا رہے ہیں۔ یا گھر سے نکلتے وقت آنکھیں ساتھ لانا بھول گئے ہیں۔ جو سڑکوں پر چلتی پھرتی اتنی بڑی بڑی گاڑیاں آپ کو دکھائی نہیں دے رہیں۔"

ہر ایرے غیرے پر اپنا رعب جمانے کی لت پڑ چکی تھی۔ تبھی سوک میں بیٹھے' اس نوجوان کو خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولی۔ تو اجنبی نوجوان نے بھی اسے منہ توڑ جواب دینے میں قطعی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔

"محترمہ' میرے خیال سے آپ نے کسی کے ساتھ ریس لگا رکھی تھی۔ یا پھر مجھ غریب کے ساتھ کوئی دیرینہ دشمنی نکالتے ہوئے صاف پھانسی پر چڑھ جانے کا ارادہ تھا آپ کا....."

"شٹ اپ! صرف آپ کی وجہ سے مجھے اتنی چوٹیں آئی ہیں۔ اور گاڑی کا نقصان الگ ہو گیا۔ اب میں گھر کیسے جاؤں گی۔"

نوجوان کے سرد لہجے پر تپتے ہوئے وہ اس کی بات کاٹ کر بولی۔ تو بے ساختہ وہ مسکرا کر رہ گیا۔

"کمال ہے۔ خودکشی کی دانستہ کوشش آپ کر رہی تھیں اور الزام میرے سر ڈال رہی ہیں۔ یہ تو وہی بات ہو گئی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ویسے میرے خیال سے سوسائیڈ کرنے کا یہ طریقہ بہت پرانا ہو چکا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے.....؟"

گداز گلابی لبوں پر آنے والی مسکراہٹ اس کا خون جلا رہی تھی۔ تبھی وہ ایک زبردست ٹھوکر اس کی گاڑی کو رسید کر کے خاصے سلگتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"سوسائیڈ کریں میرے دشمن۔ خوب جانتی ہوں میں' آپ جیسے مردوں کو راہ چلتی خوبصورت لڑکیوں کے منہ لگنے کا تو بہانا چاہیے آپ کو.....؟"

"اللہ رے خوش فہمی! مائنڈ یو میڈم' میں آپ جیسی لڑکیوں کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔" وہ بھی شاید اپنے نام کا ایک ہی تھا۔ ذرا جو اس کے جلال سے مرعوب ہوا ہو۔

"بس' بس دیکھے ہیں بہت آپ جیسے' ہونہہ۔"

تیوری چڑھا کر رخ پھیرتے ہوئے وہ دھیمے سے بڑبڑائی تھی۔ جب وہ اجنبی نوجوان' سرعت سے ڈرائیونگ سیٹ چھوڑ کر۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔

"ایکسکیوزمی میڈم' خاکسار کو عون احمر جعفری کہتے ہیں۔ حال ہی میں ایم بی بی ایس اور ایم پی پی ایس کی شاندار ڈگری لے کر وطن واپس لوٹا ہوں یقیناً" آپ نے بہت سے ڈیشنگ مرد دیکھے ہوں گے۔ مگر مائنڈ یو میم' ان میں کوئی بھی عون احمر جعفری نہیں ہو گا۔ کیونکہ میں آپ جیسی نک چڑھی لڑکیوں کو سیدھا کرنے کا فن بخوبی جانتا ہوں۔"

"شٹ اپ! ڈاکٹری کی شاندار ڈگریاں لے کر بھی آپ کو عورتوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں آئی۔"

"عورت کا احترام کرنا میں بخوبی جانتا ہوں۔ مگر معذرت کے ساتھ آپ جیسی عورت کے ساتھ بات کرنے کے لیے مجھے ایسا ہی لہجہ اپنانا پڑتا ہے۔"

دونوں بازو سینے پر لپیٹے وہ اب عین اس کے مقابل کھڑا تھا۔

"وہاٹ... مجھ جیسی کیا...؟ آپ کو جرأت کیسے



Scanned with CamScanner

ہوئی مجھ سے یہ بات کہنے کی؟" یمنی کے تو گویا تلووں سے لگی سر پر بجھی۔

"آپ خواہ مخواہ بات کو بڑھا کر اپنا اور میرا قیمتی وقت ضائع کر رہی ہیں میڈم مہربانی فرما کر یہ فضول کی بک بک بند کریں اور اپنا راستہ ناپیں' بصورت دیگر میں آپ جیسی لڑکیوں سے نبٹنا بخوبی جانتا ہوں۔"

بہت معمولی سا تناؤ آیا تھا اس کے چہرے پر شاید وہ فضول کی اس بک بک سے اکتا گیا تھا۔ سدا کی ایموشنل یمنی رحمٰن کی آنکھوں میں اس وقت جیسے خون اتر آیا۔

"یو اسٹوپڈ... کیا آپ جیسی' آپ جیسی کی رٹ لگا رکھی ہے آپ نے...؟ آپ کیا سمجھتے ہیں' جن عورتوں پر محض آپ کے ناموں کی مہر لگی ہے' وہی پاکدامن ہیں' باقی ہر عورت آپ کے لیے کوئی چلتا پھرتا ایڈ ہے۔ جسے آپ دیکھیں۔ چھیڑیں۔ اور لطف اٹھائیں۔ مسٹر عون احمر جعفری صاحب آپ مردوں کی غیرت کی کہانی محض اتنی سی ہے کہ آپ لوگ صرف اس عورت کے لیے مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں جس کی ذات پر کسی نہ کسی حوالے سے آپ کے تعلق کا لیبل لگا ہوتا ہے۔ مگر ایسی ہی دوسری' پرائی عورت کے متعلق نہایت پست انداز میں سوچتے ہوئے آپ خاصا لطف محسوس کرتے ہیں۔ وجہ محض اتنی سی ہے کہ آپ کے اندر کی انسانیت بے موت مر گئی ہے۔"

کوئی اس وقت اس کے تنفر سے پر لہجے کو محسوس کرتا۔ اس کے چہرے پر بکھری سرخی کو دیکھتا۔ آنکھوں سے چھلکتے غصے کو دیکھتا۔ تو بخوبی جان لیتا کہ وہ کس حد تک ایموشنل لڑکی ہے۔

"ایکسکیوزمی میڈم' آپ ضرورت سے زیادہ ایموشنل ہو رہی ہیں۔ محض آپ کے اندھا دھند گاڑی چلانے کی وجہ سے دیکھیے میری گاڑی کا کتنا نقصان ہوا ہے۔ اوپر سے میں اپنے باپ کا بے چارہ اکلوتا بیٹا' میں ہزاروں لوگوں کا مسیحا' ذرا سوچیے آپ کی اس ذرا سی حماقت کی وجہ سے' اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو آپ کا کیا بنتا؟ میرے ڈیڈی تو بدلہ لیے بغیر ہرگز آپ کو معاف نہیں کرتے۔" اردگرد سے گزرتے لوگ اب قدرے مشکوک ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

تبھی وہ کن انکھیوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مصالحتی لہجے میں بولا۔ تو یمنی بھی کڑے تیوروں کے ساتھ گھورنے کے بعد سر جھٹکتی۔ جلتی کڑھتی واپسی کے لیے پلٹ گئی تو اس کی صدا سنی۔

"ایکسکیوزمی میڈم... آپ پسند کریں تو میں آپ کو' آپ کے گھر ڈراپ کر سکتا ہوں۔"

مگر یمنی نے اس کی آفر پر کان نہیں دھرے۔

عون احمر جعفری سے اس کی دوسری ملاقات تقریباً" تین ماہ بعد دوبارہ اسی روڈ پر ہوئی تھی۔ جس روڈ پر تین ماہ قبل ان کا ایکسیڈنٹ ہو چکا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس روز موسم بہت خوبصورت تھا۔ پاپا اپنے آفس میں مصروف تھے۔ جب کہ میران شاہ بزنس ٹور کے سلسلے میں آسٹریلیا جا رہا تھا۔ میران شاہ کی فرمائش پر وہ اسے ڈراپ کر کے آئی تو دل بے ساختہ اپنی نئی فرینڈز معطر آفندی سے ملنے کو مچل اٹھا۔

معطر آفندی سے اس کی پہلی ملاقات ڈھائی ماہ قبل ایک بک شاپ میں ہوئی تھی۔ دونوں کو اپنے ذوق کی تسکین کے لیے ایک ہی کتاب درکار تھی۔ اور اتفاق سے اس وقت اس شاپ میں بہت تلاش کے بعد وہ کتاب ایک ہی دستیاب ہو سکی تھی۔ لہٰذا یمنی تو کسی صورت اس کتاب سے دستبردار ہو کر' مزید خوار ہونے کو تیار نہیں تھی۔ جب کہ معطر آفندی کو بھی اپنی فرینڈ کے برتھ ڈے گفٹ کے لیے اس سے بہتر تحفہ کوئی نہیں لگ رہا تھا۔ لہٰذا دونوں میں تھوڑی دیر معمولی سی تکرار ہوئی' بالآخر معطر نے وہ کتاب خود خرید کر' خاصے دوستانہ انداز میں یمنی رحمٰن کے سپرد کر دی۔ یہی پہلی ملاقات ان دونوں کی دوستی کا باعث بنی تھی۔ جس کے بعد ملنے ملانے اور فون کالز کرنے کا سلسلہ خود بخود شروع ہو گیا تھا۔ اس روز یمنی کے پاس اپنی گاڑی نہ ہونے کے باعث معطر نے اسے اپنی گاڑی میں خود اس



Scanned with CamScanner

کے گھر ڈراپ کیا تھا۔ بعد ازاں یمنی بھی کئی بار اس کے گھر جا چکی تھی۔ چند ہی دنوں میں دونوں ایک دوسرے کے خاصی قریب آچکی تھیں۔

اس روز بھی یمنی کا ارادہ کچھ ایسا ہی تھا' نیلے آسمان پہ چھائے' کالے بادل اور رم جھم برستی بارش کی ننھی ننھی پھواریں۔ اس کے اعصاب پر خاصا خوشگوار اثر ڈال رہی تھیں۔ جب اچانک ایک دم سے سامنے سے آتے اک ٹرک کو سائیڈ دیتے ہوئے جونہی اس نے اپنی گاڑی کا رخ سڑک کے بائیں جانب کچے راستے کی طرف کیا۔ جانے کہاں سے نکل کر بھیڑوں کے پیچھے بھاگتا۔ ایک چھوٹا سا بچہ اس کی گاڑی کے سامنے آگیا۔ تب بدحواسی کے عالم میں اس نے اس ممکنہ حادثے سے بچنے کی پوری کوشش کی۔ مگر بچہ اس کی گاڑی سے ٹکرا کر زمین پر گر چکا تھا۔ جب کہ کچھ ہی فاصلے پر لگے درخت سے ٹکرا کر گاڑی بھی حادثے کا شکار ہو چکی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا ایک جم غفیر وہاں جمع ہو چکا تھا۔ سب یمنی رحمٰن کی لاپروائی کو نشانہ بنا رہے تھے' کچھ لوگوں نے تو باقاعدہ اسے پولیس کیس قرار دیتے ہوئے' یمنی کو پولیس حراست میں دینے کی تجویز پیش کردی تھی۔ جس کے منہ میں جو آرہا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

جب کہ نیچے زمین پر پڑا بچہ' فوری امداد کے لیے تڑپ رہا تھا۔ سہمی سہمی سی یمنی رحمان نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی ایسا خطرناک سانحہ نہیں دیکھا تھا۔ لہٰذا لوگوں کے گھیراؤ میں کھڑی پھٹی پھٹی نگاہوں سے بچے کی طرف دیکھتے ہوئے پتے کی مانند کانپ رہی تھی۔ پولیس کے نام سے ہی' اس کا خون خشک ہو رہا تھا۔ ٹانگیں مزید بوجھ سہارنے سے قاصر دکھائی دے رہی تھیں۔ موبائل کا کچھ پتا نہیں تھا کہ کہاں گر گیا تھا۔ جب کہ مشکل کی اس گھڑی میں' کسی بھی طریقے سے میران شاہ کو پکارنا بھی اس کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔

ہر طرف اجنبی لوگ تھے اور ان کے روح فگار جملے... عجیب بے بسی کی کیفیت تھی۔

اس سے قبل کہ وہ رو پڑتی۔ خدا نے عون احمر جعفری کو رحمت کا فرشتہ بنا کر وہاں بھیج دیا تھا۔ گو عون نے وہاں جمع لوگوں کی وجہ سے محض سرسری انداز میں واقعہ کی تحقیقات کے لیے اپنی گاڑی روکی تھی۔ تاہم اصل صورت حال جاننے کے بعد وہ سرعت سے نکل کر سڑک پر بے یار و مددگار پڑے بچے کی طرف لپکا۔

بچے کی پیشانی سے بہتا خون' شدید خطرے کا باعث بن سکتا تھا۔ اسے فوری ٹریٹ منٹ دلے کر گاڑی میں لٹانے کے بعد اس نے اپنی توجہ' لوگوں کے بیچ سر جھکائے کھڑی' یمنی رحمٰن کی جانب مبذول کی تھی۔ ہوائیاں اڑاتے چہرے کے ساتھ' متفکر کھڑی وہ اسے اس یمنی رحمٰن سے بہت مختلف دکھائی دے رہی تھی کہ جس سے ابھی تین ماہ قبل اس کی خاصی ناخوشگوار ملاقات ہوئی تھی۔ وہ خود اس وقت زخمی تھی۔ مگر زخموں کی تکلیف سے زیادہ رسوائی کا خوف اس پر غالب آرہا تھا۔ تبھی عون احمر جعفری نے وہاں موجود لوگوں سے اپنا تعارف کروا کے بچے کی ذمہ داری خود پر ڈالی۔ اور یمنی رحمٰن کو اپنی ایک عزیزہ کی حیثیت سے متعارف کروا کے لوگوں کی بھیڑ سے نکال لایا۔

یمنی تو اس کے اس اقدام پر ٹکر ٹکر اس کی طرف دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔ جب کہ وہ بڑے آرام سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ آیا۔

بچے کو اسپتال میں داخل کر کے وہ فارغ ہوا تو اس کی توجہ یمنی پر گئی۔

یمنی کی آنکھیں' اب آنسوؤں سے بھیگ رہی تھیں۔ چہرے اور جسم پر لگے زخموں کی تکلیف کا احساس بھی جاگ اٹھا تھا۔ تبھی وہ ایک دم سے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"اب رو کیوں رہی ہیں جب ڈرائیونگ کرنا آتی ہی نہیں تو گاڑی لے کر گھر سے نکلنا سراسر حماقت کے سوا اور کیا ہے...؟"

عون کے سرد لہجے پر اس نے فوراً" سے پیشتر اپنے آنسو رگڑ ڈالے تھے۔

"میں گاڑی چلانا بخوبی جانتی ہوں' مم... مگر اچانک



Scanned with CamScanner

بریک فیل ہو گئے تھے۔" نم پلکوں کی جھالر سے سجی، بلوری نگاہیں، باقاعدہ اس کی آنکھوں میں ڈال کر اس نے وضاحت پیش کی تھی۔ جب وہ دھیمے سے سر جھٹک کر ذرا سا رخ پھیرتے ہوئے بولا۔

"آج گاڑی اور اس روز، غالباً" آپ کے دماغ اور زبان کا بریک فیل ہو گیا تھا۔ ہے نا۔"

"آئی ایم سوری فار دیٹ....."

پلکیں جھپک کر قدرے شرمندہ لہجے میں اس نے کہا تو وہ ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈال کر گہری سانس فضا کے سپرد کر گیا۔

"پتا نہیں کیا چیز ہیں آپ؟ لڑکیوں کو غیر ذمہ دارانہ عادات بالکل سوٹ نہیں کرتیں....."

اس روز کی نسبت آج اس کا لہجہ خاصا سخت تھا۔ یمنی رحمٰن چپ چاپ آنسو بہانے میں مصروف رہی۔

"شکر کریں خدا کا کہ بچے کو زیادہ خطرناک چوٹ نہیں لگی۔ ورنہ اس معصوم کی جان تو جاتی ہی۔ ساتھ میں آپ کو سزائے موت کی بھینٹ چڑھنے سے بھی کوئی نہیں روک سکتا تھا۔"

آج اس کی خاموشی سے فائدہ اٹھا کر، وہ دل کا غبار نکالنا چاہ رہا تھا۔ پھر دفعتاً نگاہ اس کی پیشانی پر جمے خون، پھٹے ہونٹ اور چہرے پر لگی جا بجا خراشوں کی طرف اٹھی۔ تو مزید "گل فشانیوں" سے احتراز برت کر فرسٹ ایڈ باکس اٹھا لیا۔

موسم کے تیور گزرتے ہر پل کے ساتھ بگڑتے چلے جا رہے تھے۔ ہلکی ہلکی بوندوں نے اب تیز بارش کی شکل اختیار کر لی تھی۔ قوی امکان تھا کہ اگلے کچھ لمحوں میں تیز جھکڑ بھی چلنا شروع ہو جاتے۔ خراب موسم کے باعث دن کے اجالے تیزی سے رات کی تاریکیوں کی لپیٹ میں آ رہے تھے۔

"آپ کے چہرے پر کافی زخم لگے ہیں۔ لائیے میں ڈریسنگ کر دیتا ہوں۔"

جونہی اس نے اپنی توجہ آنسو بہاتی یمنی رحمٰن کی جانب مبذول کی۔ وہ ایک دم سے بوکھلا کر رہ گئی۔

"نن..... نہیں..... مم..... میں ٹھیک ہوں، آپ جلدی سے مجھے گھر پہنچا دیجیے۔ پلیز....."

"گھر کہیں بھاگا نہیں جا رہا، ویسے بھی اس حال میں گھر جائیں گی تو گھر والے زیادہ پریشان ہوں گے۔"

کہنے کے ساتھ ہی اس نے یمنی کی پیشانی پر لگا زخم کاٹن سے صاف کرنا شروع کر دیا۔ تو وہ مزید احتجاج نہ کر سکی۔

"اتنے خراب موسم میں بھلا گھر سے نکلنے کی کیا ضرورت تھی آپ کو؟"

اس کی پیشانی کی ڈریسنگ کرتے ہوئے اس نے پھر ڈپٹا تھا۔

"جب میں گھر سے نکلی تھی، تو موسم اتنا خراب نہیں تھا۔"

ساری بولڈنیس، تیزی، طراری اس پل جیسے ہوا ہو کر رہ گئی تھی۔

"تھینکس..... آج آپ کی وجہ سے، میں ایک بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے سے بچ گئی۔ پتا نہیں آج اگر آپ یہاں میری مدد کے لیے نہیں آتے تو میرے ساتھ کیا ہوتا۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی اس طرح کے حالات کا سامنا نہیں کیا۔"

رحمٰن صاحب سے بات کرنے کے بعد اس کا اعتماد خاصا بحال ہو چکا تھا۔ تبھی عون کو موبائل واپس کرتے ہوئے وہ متانت سے بولی۔ تو وہ بھی دھیرے سے مسکرا دیا۔

"اٹس اوکے۔ لیکن آپ سے ہمدردی کرنے کی پاداش میں اس وقت جو نقصان مجھے ہوا ہے آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتیں۔" اس کے تصور میں اس وقت دانیہ خان کا غصے سے سرخ چہرہ گھوم رہا تھا۔ جسے وہ قریبی ریسٹورنٹ میں چائے پینے کی دعوت دے کر آیا تھا۔ اور اب **یقیناً** "وہ وہاں اکیلی بیٹھی اس کے انتظار میں کڑھ رہی تھی۔ مگر یمنی رحمٰن کو اس حقیقت کا ادراک نہیں تھا۔ لہٰذا وہ ذرا سا چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں سمجھی نہیں....."



www.novelsjahan.com

Scanned with CamScanner

"آپ سمجھ بھی کیسے سکتی ہیں محترمہ! یہ پیار محبت کی کہانیاں بھلا سب کی سمجھ میں کہاں آتی ہیں؟ آئیں آپ کو چھوڑ آؤں۔" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی

عون کی مکمل توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز تھی۔ وہ اس کی طرف بالکل نہیں دیکھ رہا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اس کے الفاظ پر ٹھٹک گئی تھی۔

"میرا شام سلونا شاہ پیا
سانوں مار گئی تیری چاہ پیا"

اپنی ہی رو میں گم وہ گنگنا رہا تھا اور ادھر یمنی رحمٰن حیران نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے الجھ رہی تھی۔

"عون یہ سب کس کے لیے کہہ رہا ہے؟ کہیں' کہیں یہ بھی تو میرے ملکوتی حسن سے انسپائر نہیں ہو گیا۔ یقیناً" ایسا ہی ہے۔ تبھی تو اس نے مجھے عزیزہ کہا۔ بچے کی ساری ذمہ داری خود پر ڈالی کوئی یونہی تو کسی کے لیے اتنا نہیں کرتا۔ ہاں ضرور میرے حسن نے اس خوبرو سے شخص پر بھی اپنا سحر پھونک دیا ہے" نگاہیں مسلسل اس کے خوبصورت چہرے پر مرکوز کیے وہ سوچ رہی تھی۔ جب اس نے پھر سے اسے مخاطب کر ڈالا۔

"آپ کی گاڑی کا خاصا نقصان ہو چکا ہے۔ میں اپنے ڈرائیور سے بات کرلوں گا۔ وہ آپ کی گاڑی کو ایک دو روز میں ٹھیک کروا کے' آپ کے گھر پہنچا دے گا۔ تاہم گاڑی میں اگر آپ کا کوئی سامان نہ ہو تو سیدھے گھر چلیں۔"

"میرا پرس اور موبائل گاڑی میں رہ گیا ہے۔"

"اوکے..." یمنی کی نشاندہی پر دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے گاڑی کو ریورس کیا تھا۔ جب کہ بارش کی شدت میں تاحال کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔

عون احمر جعفری نے گاڑی کو بیک کر کے عین اسی جگہ روک دیا تھا کہ جہاں درخت سے ٹکرانے کے بعد یمنی کی کار خود بخود رک گئی تھی۔ وہ عون کی گاڑی سے نکل کر' اپنی گاڑی کی طرف بڑھی تو تیز بارش کے موٹے موٹے قطروں نے لمحے میں اسے اچھا خاصا بھگو ڈالا' اوپر سے بجلی کی خوفناک کڑک یمنی تو اس موسم میں اپنے بستر سے ایک پل کے لیے بھی باہر نہیں نکلتی تھی۔ کجا کہ یوں سڑکوں پر اجنبی لوگوں کے ساتھ خوار ہونا۔

گاڑی کی لائٹس چونکہ فیوز ہو چکی تھیں' لہٰذا اسے اندر اپنا پرس تو آسانی سے سیٹ پر پڑا مل گیا مگر موبائل کا کچھ پتا نہیں تھا کہ کہاں ہے' اسی تگ و دو میں مصروف وہ مایوس ہو کر جونہی اپنی گاڑی سے باہر نکلی۔ ایک دم سے آسمانی بجلی کی تیز لائٹ اس پر پڑی اور حلق کے بل چلاتے ہوئے عون کی طرف دوڑی جو ابھی اس کی پرابلم جاننے کے لیے اپنی گاڑی سے باہر نکلا تھا مگر اب وہ اس کے بازو سے ٹیک لگائے کھڑی سوکھے پتے کی مانند تھر تھر کانپ رہی تھی۔ ایک لمحے کے لیے تو وہ بھی ٹھٹک گیا تھا۔ لرزتا کانپتا نازک وجود' طوفانی موسم میں ایک امتحان ہی ثابت ہوا تھا اس کے لیے مگر اس نے اس امتحان میں اپنے کردار کی مضبوطی کو ڈولنے نہیں دیا' تب ہی بازو سے تھام کر آہستگی سے خود علیحدہ کرتے ہوئے بولا۔

"کم آن پلیز... میں ہوں نا آپ کے ساتھ۔ آپ گاڑی میں بیٹھیے' میں آپ کا سامان دیکھتا ہوں۔" یمنی رحمٰن کے دھڑ دھڑ کرتے دل کا شور اسے اب بھی اپنی سماعتوں میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ تاہم اس نے سرعت سے قدم آگے بڑھاتے ہوئے اس احساس کو جھٹک دیا پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اس کا موبائل ڈھونڈ کر گاڑی کو لاک کرتے ہوئے خود بھی اپنی سیٹ پر آبیٹھا۔

"میرا خیال ہے اس وقت آپ کو گھر پہنچنا چاہیے' بچے کی پرابلم میں سنبھال لوں گا۔" سرسری سی اک نگاہ اس کے بے حال سراپے پر ڈالتے ہوئے اس نے کہا تو یمنی کی آنکھیں مزید تشکر سے بھر آئیں۔

"تھینک یو سو مچ۔ میں آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔"



Scanned with CamScanner

"احسان کیسا محترمہ! مشکل میں انسان ہی انسان کے کام آتا ہے۔ بہرحال اس سفر کو میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔" اس وقت عون' احمر جعفری کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ وہ چونک کر ٹھٹک گئی تھی پھر مختصر سی ڈرائیونگ کے بعد جب اس نے "رحمن کاٹیج" کے سامنے اپنی گاڑی روکی تو یمنی کا دل بے ساختہ ہی اس سے بچھڑنے کے احساس پر اداس ہوا تھا۔ کتنی عجیب بات تھی کہ اس جیسی پتھر دل' بے حس' خود سر لڑکی فقط چند گھنٹوں میں کسی سے اتنی متاثر ہو گئی تھی کہ اب وہ اسے چھوڑ کر جا رہا تھا تو اس کا دل پھر کبھی نہ ملنے کے احساس سے مچل رہا تھا۔

"او کے میم۔ زندگی رہی تو پھر کہیں کسی موڑ پر دوبارہ ملیں گے۔ اپنا خیال رکھیے گا پلیز' خدا حافظ۔" جگمگاتی روشن نگاہوں والا وہ خوبصورت سا شخص نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا جبکہ وہ کتنی ہی دیر وہیں کھڑی بارش میں بھیگتی رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اگلے روز میران شاہ آسٹریلیا سے واپس آیا تو اسے ازحد مضطرب و اداس دیکھ کر جیسے کھل اٹھا۔

"تم آ گئے مانی۔۔۔" اس پر نگاہ پڑتے ہی وہ بے قراری سے اس کی طرف بڑھی تھی۔

"ہاں لیکن لگتا ہے کچھ جلدی واپس آ گیا ہوں۔"

"کیوں؟" بھنویں اچکا کر اس نے پوچھا۔ جب وہ سرد آہ بھر کر صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

"کیوں کا مطلب تو شاید تم بہتر جانتی ہو' زندگی میں پہلی بار یقیناً تم نے میری کمی کو محسوس نہیں کیا۔" اس کے شکوے پر وہ کچھ لمحوں کے لیے ضرور گڑبڑا کر رہ گئی۔ فوراً" ہی خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

"طویل سفر نے یقیناً تمہارے اعصاب ٹھکانے پر نہیں چھوڑے۔ خیر تم بیٹھو' تب تک میں تمہارے لیے ایک گرما گرم چائے کا کپ بنا لیتی ہوں۔ کچھ ہی دیر میں ہو سکتا ہے پاپا بھی اپنے دوست کے گھر سے آ جائیں۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ کچن کی طرف بڑھ گئی تو میران شاہ نے بھی دھیرے سے اثبات میں سر ہلا کر پلکیں موند لیں۔

"پچھلے دو روز سے میں تمہیں مس کر رہا ہوں یمنی!" پلکیں موندے موندے ہی اس نے با آواز بلند کہا تھا۔

"باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھے مانی۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ لیکن اس کے جواب میں اپنے نظریات بھی میں کئی بار پیش کر چکا ہوں۔"

کچن میں کھٹ پٹ کے دوران بھی وہ اس کا جواب صاف سن سکتی تھی۔ تب ہی سر جھٹک کر مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔

"آسٹریلیا میں قیام کے دوران تم نے میری چائے کو تو یقیناً مس کیا ہو گا۔"

"بالکل۔ محض چائے ہی کیا تمہاری فون کال' تمہارے ایس ایم ایس' کس کس کو مس نہیں کیا میں نے اور ادھر تم جیسی بے حس لڑکی نے محض ایک مرتبہ بھی خود سے کال کر کے حال تک پوچھنا گوارا نہیں کیا۔"

اب کے وہ پلکیں موندے شکوہ کر رہا تھا' تب ہی وہ بھاپ اڑاتی چائے کے گرم کپ تھام کر لاؤنج میں واپس آتے ہوئے بولی۔

"میں نے دو تین مرتبہ تمہارے سیل پر کال کرنے کی کوشش کی تھی مگر ہر بار تمہارا نمبر مصروف ملا۔ اب بتاؤ بھلا میں کیا کرتی۔"

اس نے چائے کا کپ میران شاہ کی طرف بڑھایا تو بے دھیانی سے تھامنے پر گرم گرم چائے کپ سے چھلک کر یمنی کے ہاتھوں اور پاؤں کو جلا گئی۔ بمشکل ایک ہلکی سی سسکاری اس کے لبوں سے نکلی تھی مگر میران شاہ پریشان ہو گیا۔

"او گاڈ۔۔۔! سو سوری یمنی۔۔۔۔ تمہیں زیادہ تکلیف تو نہیں ہو رہی۔"

بجلی کی تیزی سے لپک کر وہ واش روم سے پیسٹ اٹھا لایا تھا۔ یمنی تو اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔ معمولی سے پاؤں اور ہاتھ کے جلنے پر وہ جیسے تڑپ اٹھا تھا۔



Scanned with CamScanner

"سوری یمنی! میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف اٹھانا پڑی۔"

اپنے ہاتھوں سے اس کے زخم پر پیسٹ لگانے کے باوجود وہ اس سے شرمندہ دکھائی دے رہا تھا۔ حالانکہ جو کچھ بھی ہوا تھا، قطعی نادانستگی کے عالم میں ہوا تھا مگر پھر بھی میران شاہ بے قرار ہو گیا تھا۔ محبت کا حصول اگر محبوب کی تکلیف، تڑپ سے مشروط ہوتا تو یقیناً میران شاہ کی بے لوث محبت یمنی رحمٰن کے دل میں اپنا گھر ضرور کر لیتی مگر اس کی محبت کا حصول میران شاہ کی آنکھوں کے اضطراب اور اس کے دل کی تڑپ سے مشروط نہیں تھا۔ سو وہ خالی ہاتھ بے مراد رہا۔

☆ ☆ ☆

پیار کے سمندر میں ہر اترنے والے کو
کشتیاں نہیں ملتیں
دور دور تک جاناں دھوپ کی مسافت ہے
اور کہیں بھی پل بھر کو دھوپ کے مسافر پر
سائباں نہیں کھلتے
اس عجب سمندر میں عمر کی ریاضت کے
بعد ہم نے جانا ہے
جس طرح فضاؤں میں اڑنے والے پنچھی پر
برس ہا برس میں بھی بھید بھید رہتا ہے
رازداں نہیں ملتے، بام و در نہیں کھلتے
اس طرح محبت کے ہجر بیکراں میں بھی
ہر اترنے والے کو کشتیاں نہیں ملتیں
اور مل بھی جائیں تو بادباں نہیں کھلتے
پیار کے سمندر میں بھید بھید رہتا ہے

رات دھیرے دھیرے بھیگ رہی تھی مگر یادوں کے سمندر سے اٹھتے تلاطم اسے نیند کی مہربان آغوش میں جانے سے روک رہے تھے۔ کھڑکی سے باہر برستی بارش کا شور سن کر آج بہت دنوں کے بعد اسے اپنا وطن، اپنے گھر والے شدت سے یاد آ رہے تھے۔

"کہاں چلے گئے ہو میران شان! کبھی تو آ کر میری آنکھوں سے برستے آنسوؤں کا نظارہ دیکھو۔ کبھی تو دیکھو کہ تم سے بچھڑ کر میں ہنسنا بھول گئی ہوں۔ کبھی تو آ کر دیکھو میران شاہ....."

بہت آہستگی سے بڑبڑاتے ہوئے وہ سسکی تھی۔ آنسوؤں کے چند نمکین قطرے پھسل کر اس کے گال بھگو گئے تھے۔ بکھرتے آنسوؤں میں ہی ماضی کی یاد کا ایک اور چراغ روشن ہوا تھا۔

"یمنی.... یار کہاں ہو تم....؟"

وہ بڑے مزے سے اپنے بیڈ پر لیٹی مووی دیکھ رہی تھی۔ جب میران شاہ اسے بلند آواز میں پکارتا ہوا وہیں اس کے کمرے میں چلا آیا تھا۔

"میں کب سے آوازیں دے رہا ہوں یمنی! اور تم ہو کہ اس میں گم ہو۔" ہمیشہ کی طرح وہ اسے انڈین مووی میں گم دیکھ کر قدرے سٹپٹایا تھا۔ تب ہی وہ ریموٹ سے ٹی وی آف کر کے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولی۔

"کیوں پکار رہے تھے مجھے؟"

"وہ.... میں مارکیٹ سے تمہارے لیے کچھ خرید کر لایا تھا۔"

"او ریئلی.... لیکن ابھی تو آسٹریلیا سے تم میرے لیے اتنا کچھ خرید کر لائے تھے۔" وہ پل میں خاصی پرجوش ہو گئی تھی، تب ہی وہ اپنی مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"تحفہ دیتے رہنے سے محبت بڑھتی ہے یمنی! لیکن میری محبت کی گہرائی کا اندازہ لگانا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے اپنے قدم واپس ہال کی طرف بڑھا دیے تو یمنی بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکل آئی۔

"دکھاؤ نا، کیا تحفہ لائے ہو تم میرے لیے۔"

تحائف کی دلدادہ تو وہ بچپن سے ہی تھی، تب ہی قدرے بے تاب ہوئی تو میران نے تھوڑے سے انتظار کے بعد اپنی بند مٹھی اس کے سامنے کر دی۔

"یہ لو.... اس مٹھی میں جو چیز بھی ہے، وہ میں خلوص دل سے تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔" اس وقت



Scanned with CamScanner

وہ بے حد سیریس تھا' تب ہی یمنی رحمٰن نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی گلابی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا دی مگر یہ کیا.....؟ ہتھیلی پر بجائے کسی انمول گفٹ کے ایک زندہ موٹا تازہ کاکروچ رینگ رہا تھا جس کے لمس کو محسوس کر کے یمنی نے فوراً" اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا پھر ہتھیلی پر رینگتے زندہ کاکروچ کو دور پھینک کر زور سے چلا اٹھی۔ پہلو میں دھڑکتے نازک دل کی دھڑکنیں ایک دم سے منتشر ہو گئی تھیں۔

"یہ کیا یمنی..... کوئی خلوص سے تحفہ دے تو اس کو سنبھال کر رکھتے ہیں' دور نہیں پھینک دیتے۔"

میران اس وقت اسے ستانے کے موڈ میں تھا' لہٰذا مسکرا کر پھر سے زمین پر بے یار و مددگار چلتے زندہ کاکروچ کی طرف بڑھا تو یمنی رحمٰن فلک شگاف چیخ مارتی ہوئی قریبی صوفے پر چڑھ دوڑی۔

"خبردار مانی..... اگر تم نے یہ کاکروچ مجھ پر پھینکا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔"

بلند آواز میں چلاتے ہوئے اس نے وارننگ دی تھی۔ جواب میں تمام ملازمین بدحواس ہو کر لاؤنج کی طرف دوڑے آئے۔

"او مائی گاڈ یار..... عجیب چیز ہو تم بھی..... بھلا یہ چھوٹا سا کاکروچ تم جیسی اونچی لمبی دوشیزہ کو نگل سکتا ہے' خود ہی سوچو تم۔"

اسے روہانسی حالت میں رونے پر آمادہ پا کر وہ ذرا سا مسکرایا تھا۔

"یمنی..... تمہارے پاؤں میں کاکروچ....."

میران کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ پھر سے چلاتے ہوئے قطعی بدحواسی کے عالم میں لاؤنج سے باہر لان کی طرف دوڑ گئی اور یہیں عون احمر جعفری سے اس کا تیسرا ٹکراؤ ہوا تھا۔ کاکروچ کے خوف سے لان کی طرف بھاگتے ہوئے وہ سامنے سے آتے عون احمر جعفری کو قطعی نہیں دیکھ پائی تھی' تب ہی اس سے بری طرح ٹکرا گئی تو عون کے ساتھ چلتے رحمٰن صاحب اپنی بیٹی کی اس درجہ بدحواسی پر ٹھٹک کر رک گئے۔

"یما..... کیا ہوا بیٹے..... آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟"

متوحش نگاہوں سے اپنی بیٹی کے سرخ چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔ عون احمر جعفری کو اپنے گھر میں اپنی آنکھوں کے سامنے کھڑا دیکھ کر شاکڈ رہ جانے والی یمنی رحمٰن نے بمشکل چونکتے ہوئے گم صم سے انداز میں جواب دیا۔

"وہ..... مانی مجھے تنگ کر رہا تھا پاپا....."

"او گاڈ..... پتا نہیں کب سدھرو گے تم دونوں۔ میں یہاں کیا کیا پلان کر رہا ہوں لیکن تم دونوں کا بچپنا ہے کہ رخصت ہونے کا نام نہیں لے رہا۔"

قدرے جھنجلاتے ہوئے وہ لان سے لاونج کی طرف بڑھ گئے تھے۔ جب عون احمر جعفری اپنی ستارہ سی روشن نگاہیں اس کے سرخ چہرے پر بغور جمائے عین اس کے مقابل آ رکا۔

"لگتا ہے ایڈونچرز کی بہت دلدادہ ہیں آپ؟ لیکن یہ ہر بار مجھ سے ہی ٹکرانا کیوں فرض کر لیا ہے آپ نے؟"

"محض اتفاق کہہ لیجئے اسے' وگرنہ میں ایسا کوئی شوق نہیں رکھتی۔"

دل کی منتشر دھڑکنوں کا عکس اس نے اپنے چہرے پر پڑنے نہیں دیا تھا' تب ہی سہولت سے کہہ کر واپس لاؤنج کی طرف بڑھ گئی تو عون احمر جعفری بھی بے ساختہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے ہی چلا آیا۔

"میران..... ان سے ملو بیٹے' عون احمر جعفری نام ہے ان کا۔ ابھی حال ہی میں اپنی تعلیم مکمل کر کے لوٹے ہیں۔ میرے قریبی دوست رضا جعفری کو تو جانتے ہو تم' انہی کے بیٹے ہیں یہ۔"

"پاپا' میران شاہ سے اس کا تعارف کرواتے ہوئے بہت مسرور دکھائی دے رہے تھے۔ تب ہی نا جانے کیوں ایک ہلکے سے سرور کی لہر یمنی رحمٰن کے دل میں بھی سرایت کر گئی۔ ابھی تھوڑی دیر قبل "اپنے کارنامے" کی روداد سنانے کا جو خوف اسے عون کو اچانک دیکھ کر لاحق ہوا تھا' وہ بھی جاتا رہا۔ رضا انکل کو وہ جانتی تھی۔ وہ ان کا بیٹا ہو گا' یمنی کے وہم و گمان میں



Scanned with CamScanner

بھی نہیں تھا۔

"ہیلو..... مجھے میران کہتے ہیں' انکل نے یقیناً میرے بارے میں آپ کو بتایا ہوگا۔"

عون احمر جعفری سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا۔ جواب میں وہ دل کشی سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا کر بولا۔

"جی ہاں..... جہاں تک میرا خیال ہے' انکل کی ہر بات آپ کے ذکر کے بغیر ادھوری ہے۔" یمنی دیکھ سکتی تھی کہ اس کے الفاظ نے میران شاہ کے چہرے پر کیسے خوبصورت رنگ بکھیر دیے تھے۔

"اور عون! یہ میری بیٹی ہیں یمنی! انگلش میں ماسٹرز کیا ہے' آج کل فارغ ہے۔"

"نائس ٹو میٹ یو مس یمنی!"

سنجیدہ نگاہیں بغور اس کے خوبصورت چہرے پر جمائے وہ گمبھیر لہجے میں کہتا اس کی طرف متوجہ ہوا تو ناچار یمنی رحمٰن کو بھی خوش دلی سے مسکرا کر اس کی طرف دیکھنا پڑا۔

"تھینکس۔ مجھے بھی آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ بہرحال میرا خیال ہے اب مجھے آپ لوگوں کے لیے گرما گرم چائے لے آنا چاہیے۔"

وہ اس ساحر کے سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی' تب ہی سرعت سے کہہ کر کچن کی طرف بڑھ گئی تو رحمٰن صاحب بولے۔

"میری بیما بہت سمجھ دار بچی ہے۔"

"جی میں آل ریڈی ان کی سمجھ داری کے مظاہرے دیکھ چکا ہوں۔" اپنے پیچھے عون احمر کے ان الفاظ پر اس نے فوراً" پلٹ کر دیکھا تھا۔ وہ بھی با آواز بلند کہتے ہوئے اسی کی طرف مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

رحمٰن صاحب یا میران شاہ نے اس کے الفاظ پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی' تب ہی وہ اطمینان کا سانس بھرتے ہوئے سرعت سے کچن میں گھس گئی۔

☆ ☆ ☆

اتوار کا دن تھا' لہٰذا میران شاہ کی آفس سے بھی چھٹی تھی' تب ہی یمنی نے ساحل سمندر پر چلنے کی فرمائش کر دی تو بنا چوں چرا کیے ہمیشہ کی طرح وہ اس کی فرمائش پر فوراً" اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔

ٹھنڈی ٹھنڈی معطر ہواؤں کے ساتھ وسیع سمندر کی پرسکون موجوں کا رقص اعصاب پر اچھا اثر ڈال رہا تھا۔ یمنی رحمٰن گاڑی سے اپنا ضروری سامان نکال کر معطر آفندی سے بات کرنے کے بعد میران شاہ کی طرف آئی تو وہ کھویا کھویا سا ریت پر بیٹھا نجانے کیا لکھ رہا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے مانی؟"

وہ اسے چونکہ کچھ لکھتے دیکھ چکی تھی' تب ہی اس کے مقابل بیٹھے ہوئے پرشوق لہجے میں پوچھا تو جواب میں وہ ذرا سا رخ پھیر کر دھیمے سے بڑبڑایا۔

"ہو نہیں رہا یمنی! ہو گیا ہے....."

"کیا ہو گیا ہے؟" اس کا اشتیاق مزید بڑھا تھا۔

"محبت ہو گئی ہے۔" اب کے اس نے براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"وہاٹ..... کس سے محبت ہو گئی ہے؟" وہ واقعی بری طرح سے چونک اٹھی تھی' جب وہ پھر سے رخ پھیرتے ہوئے بولا۔

"ہے ایک حسین دوشیزہ' تم جان کر کیا کرو گی؟"

"کچھ نہیں مگر اس حسین دوشیزہ کا کوئی نام بھی تو ہو گا کہ نہیں۔"

"نام تو بہت خوبصورت ہے اس کا لیکن تمہیں بتا دیا تو خوامخواہ جیلس ہوتی پھرو گی۔"

"اگر ایسی بات ہے تو میں آج تم سے اس کا نام جانے بغیر تمہاری جان نہیں چھوڑوں گی۔" اس کے الفاظ پر وہ بڑے محظوظ کن الفاظ میں دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔

"بتاؤ نا مانی! کیا نام ہے اس کا۔"

باوجود اس کے کہ وہ میران شاہ سے دلی وابستگی نہیں رکھتی تھی' اس کے دل میں اضطراب نے گھر کر لیا تھا' تب ہی شاید وہ کچھ پل اس کے چہرے کی جانب بغور دیکھنے کے بعد آہستہ سے بولا۔



Scanned with CamScanner

"یمنی..... یمنی رحمٰن نام ہے اس کا۔"

اپنی توقع کے عین مطابق میران شاہ کا جواب پا کر اس نے بے ساختہ اطمینان بھری گہری سانس فضا کے سپرد کی تھی۔ وہ اس سے ہٹ کر کسی اور کے لیے سوچتا' کسی اور کی جھولی میں چاہے جانے کا اعزاز پھینکتا' یمنی رحمٰن کی خودپسند فطرت کو یہ بات بھلا کب گوارا تھی' تب ہی گہری سانس بھرنے کے بعد دھیمے سے مسکراتے ہوئے بولی۔

"میرا اور تمہارا جو تعلق ہے اسے محبت کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے مانی!"

"یہ محض تمہارا نظریہ ہے' میں اس سے متفق نہیں ہوں۔" میران شاہ نے بھی اپنی رائے پیش کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگایا تھا۔

"تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ تم مجھ سے محبت کرنے لگے ہو۔"

"ہاں..... ہو بھی سکتا ہے....." اس کی نگاہیں اب بھی پرسکون سمندر کی لہروں پر جمی تھیں۔

"جواب میں مجھ سے کیا چاہتے ہو میران؟"

"کیا دے سکتی ہو تم مجھے۔" یمنی کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اپنا سوال اس کے سامنے رکھ دیا۔

"جو بھی تم مجھ سے چاہو' ماسوائے محبت کے....." بہت دھیما لہجہ تھا اس کا مگر میران شاہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"محبت کا حق کسے دان کرو گی یمنی!" وہ پوچھنا نہیں چاہتا تھا مگر پوچھ بیٹھا تھا۔ جواب میں وہ قدرے مضطرب ہوتے ہوئے بولی۔

"محبت دانش مندوں کا ورثہ نہیں ہے میران! اور نہ ہی اسے باقاعدہ پلاننگ کے بعد خوب سوچ سمجھ کر کسی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ یہ تو بس ایک نظر کا سوال ہے۔ کب' کہاں' کس نظر کی بھینٹ چڑھ جائے کیا خبر۔" وہ اس وقت غالباً اپنے حواس میں نہیں تھی۔

تاہم اس سے پہلے کہ میران شاہ جواب میں اس سے کچھ کہتا' یمنی رحمٰن کی نگاہیں قطعی بے ساختگی کے عالم میں کچھ ہی فاصلے پر اکیلے بیٹھے عون احمر جعفری کے خوبصورت سراپے پر جا پڑیں۔ اس وقت وہاں اچانک عون احمر جعفری کو دیکھ کر جس طرح سے وہ مسرور ہوئی تھی' اس کی نگاہوں کے تعاقب میں نظریں اٹھاتے میران شاہ پر بہت کچھ منکشف ہو چکا تھا۔ صرف ایک پل لگا تھا اسے مسمار ہونے میں۔ عرش سے فرش پر آنے میں۔ ابھی چند سیکنڈ قبل جو ٹھنڈی ہوائیں اسے کپکپانے پہ مجبور کر رہی تھیں۔ انہی ہواؤں میں ایکدم سے گویا آگ بھر آئی تھی۔

میرا شام سلونا شاہ پیا
سانوں مار گئی تیری چاہ پیا

بہت دھیمے سے یمنی کے لبوں نے جنبش کی تھی۔ جواب میں میران شاہ کی سانسیں جیسے سینے میں اٹکنے لگیں۔ عون احمر جعفری ان کی طرف متوجہ نہیں تھا مگر پھر بھی اس لمحے یمنی کی آنکھوں کی چمک نے اس کی پلکوں کو بھگو ڈالا تھا۔ اسے رہ رہ کر سوچنے پر بھی یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس کی محبتوں میں کہاں کمی رہ گئی تھی کہ اس نے اپنا راستہ بدل لیا۔ اس کے بے لوث جذبوں سے منہ پھیر کر کسی اور کے لیے سوچنا شروع کر دیا۔ دل کا اضطراب حد سے سوا ہوا تو ایکدم سے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم یہیں بیٹھو یمنی! میں آئس کریم لے کر آتا ہوں۔"

بجھے بجھے سے لہجے میں کہنے کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا نگاہوں سے اوجھل ہوا تو یمنی ایکدم سے اپنے حواس میں واپس لوٹ آئی۔ عون احمر جعفری موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

اسی اثناء میں یمنی کے عقب میں بیٹھے دو نوجوان لڑکے آپس میں کسی بات پر جھگڑ پڑے۔ بات غصے و اشتعال اور گالی گلوچ سے بڑھ کر مار کٹائی تک آ پہنچی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے نوجوان نے اپنی جینز کی پاکٹ سے پسٹل نکال لیا۔ کراچی جیسے شہر میں اس طرح کے معاملات معمول کا حصہ تھے مگر یمنی رحمٰن کے لیے یہ صورت حال قطعی غیر متوقع اور نئی تھی۔ لہٰذا وہ



Scanned with CamScanner

بدحواس ہو کر چلا اٹھی تھی تب ہی عون احمر جعفری نے موبائل آف کر کے اس کی طرف دیکھا۔ اپنی جگہ پر ساکت بیٹھی وہ خوف سے زرد پڑ رہی تھی جبکہ اس کے قریب بیٹھے نوجوان نے شدید مشتعل ہو کر اپنے ساتھی لڑکے پر فائر کر دیا تھا۔

اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے وہ چلا رہی تھی' جب عون احمر جعفری تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

جب اچانک پسٹل والے لڑکے نے ان کی پشت پر کھڑے اپنی ساتھی کو پسٹل کی زد میں لے لیا اور پھر اس سے پہلے کہ یمنی اسے اس بات سے آگاہ کرتی اس لڑکے کے پسٹل سے نکلتی گولی پشت پر کھڑے لڑکے کے بھاگ جانے پر سیدھی عون احمر جعفری کے کندھے کو چیر گئی۔

یقیناً اس وقت اگر وہ اس کے سامنے نہ آتا تو یہ گولی یمنی رحمٰن کے دماغ میں گھس کر اپنا کام دکھا چکی ہوتی۔ ایک دم پتھر ہوئی بصارتوں کے ساتھ اس نے عون کے کندھے سے نکلتے خون کی سرخی کو دیکھا۔ لوگ خاصے بدحواس ہو رہے تھے جبکہ وہ دونوں لڑکے لمحوں میں وہاں سے بھاگ گئے تھے مگر یمنی کے حواس جیسے سن ہو گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اسے سنبھالتا وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر نیچے زمین پر گر پڑی تھی۔

وہ دوبارہ اپنے حواس میں واپس لوٹی تو اس کے لبوں پر سب سے پہلا ذکر عون احمر جعفری کا تھا۔

"پاپا.... پاپا.... عون کیسا ہے' اسے زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟"

اپنی حالت سے یکسر بے خبر وہ عون احمر جعفری کے لیے رو رہی تھی اور اس کے یہ آنسو سیدھے میران شاہ کے دل پہ گر رہے تھے' تب ہی وہ لپک کر اس کی سمت بڑھا۔

"عون ٹھیک ہے یمنی! ابھی یہاں سے گیا ہے۔ تم اپنا حال دیکھو' کتنی دیر کے بعد ہوش میں آئی ہو۔" پریشان کھڑے رحمٰن صاحب کی جگہ میران شاہ نے اسے جواب دیا تھا۔

وہ اس کے لیے متفکر ہو رہا تھا اور ادھر یمنی رحمٰن کے آنسو اس کے رقیب کے لیے بہہ رہے تھے۔

ساحل سمندر پر ہوئے اس چھوٹے سے واقعہ نے یمنی رحمٰن کے دل کی دنیا کو اتھل پتھل کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ نہ بھی سوچنا چاہتی' تب بھی عون احمر جعفری کا تصور رہ رہ کر اسے بے قرار کرتا رہتا تھا۔ دل کی شوریدہ سری نے محض چند ہی دنوں میں خاصا نڈھال کر چھوڑا تھا اسے۔ رحمٰن صاحب اس کی وجہ سے خاصے پریشان تھے جبکہ میران شاہ تو جیسے جینا ہی بھول گیا تھا۔

رات رات بھر جاگنے سے اس کی سرخ سوجی ہوئی آنکھوں کے نیچے حلقے پڑ گئے تھے' وہ جو ہر روز لباس تبدیل کرنے کا عادی تھا' اب پچھلے تین چار روز سے ایک ہی سوٹ میں ملبوس دکھائی دے رہا تھا۔ بزنس کی طرف سے بھی اس کی توجہ ہٹ گئی تھی۔ گھر سے بھی زیادہ وقت باہر ہی گزارتا تھا۔ خوبصورت "رحمٰن کاٹیج" میں اچانک سناٹے در آئے تھے۔

اس تمام صورت حال سے گھبرا کر ہی رحمٰن صاحب نے ان دونوں کی جلد شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور آج کل وہ اپنی سرگرمیوں میں بری طرح مصروف دکھائی دے رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

اس روز بہت دنوں کے بعد یمنی اپنے سلوٹوں سے پر کپڑوں کی شکنیں ہاتھ سے درست کرتی' منہ ہاتھ دھو کر لان کی طرف آئی تو وہاں میران شاہ کو موجود پا کر ٹھٹک گئی۔ کئی دنوں کی بڑھی ہوئی شیو' میلے لباس اور بکھرے اعصاب کے ساتھ بیٹھا وہ شخص میران شاہ نہیں ہو سکتا تھا۔

"آؤ یمنی! پلیز بیٹھو نا۔"

میران کی نظر جونہی اس پر پڑی' وہ فوراً" پکار اٹھا' جواب میں وہ تھکے تھکے سے قدم اٹھاتی عین اس کے مقابل جا بیٹھی۔

"ایک سوال پوچھوں یمنی! سچ سچ جواب دو گی۔" عجیب بکھرا ہوا لہجہ تھا اس کا وہ بے اختیار ہی نگاہیں



Scanned with CamScanner

چرانے پر مجبور ہو گئی۔

"تمہیں یاد ہے یمنی! ابھی چند روز قبل تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تم سے کچھ بھی مانگوں تو تم دو گی۔ ماسوائے محبت کے، کہا تھا نا تم نے۔"

"ہاں۔" چہرے کا رخ پھیر کر عجیب شکستہ سے انداز میں اس نے اقرار کیا تھا۔

"تو ٹھیک ہے، میں تم سے تمہارا عمر بھر کا ساتھ مانگتا ہوں یمنی! دے دو اپنا ساتھ مجھے۔" میران کے سوال پر اس نے تڑپ کر اس کی سمت دیکھا۔

"میری محبت کے بغیر میرا ساتھ پانا چاہتے ہو تم۔"

"آئی ڈونٹ نو۔ میں بس تمہیں کھونا نہیں چاہتا یمنی! مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ اپنے ہاتھوں سے تمہیں کسی اور کے سپرد کر دوں۔"

چیختے لہجے میں احتجاج کیا تھا اس نے۔ جواب میں وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"میرا دل میرے اختیار میں نہیں ہے مانی! میں اگر اسے حاصل نہ کر پائی تو مر جاؤں گی۔"

"اور تمہیں نہ پا کر میں، مر جاؤں گا یمنی!"

اب کے میران شاہ کا لہجہ بھیگ گیا تھا، آنسو چھلکاتی آنکھیں سراپا سوال بن کر اس کے چہرے پر مرکوز ہو گئی تھیں۔

"تم اعلا ظرف ہو مانی! مضبوط دل ہے تمہارا۔ تم یہ درد اٹھا سکتے ہو مگر مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے۔" آنسوؤں نے اس کے پورے چہرے کو بھگو ڈالا تھا۔ وہ سسک رہی تھی۔

"میری آدھی ادھوری ذات کا کیا کرو گے میران! مت آزمائش میں ڈالو مجھے، پلیز۔"

میران شاہ کا رہا سہا بھرم بھی مٹی میں مل گیا تھا۔ ذرا سی خوش فہمی کے ٹمٹماتے چراغ کو یمنی رحمٰن کی آنکھوں سے عون احمر جعفری کے لیے بہتے آنسوؤں نے ایکدم سے بجھا ڈالا تھا۔

"میں نے کبھی تمہارے بغیر اکیلے جینے کا تصور نہیں کیا یمنی! تمہیں خود سے الگ رکھ کر جینے کی عادت نہیں ہے مجھے۔"

"تمہیں یہ عادت اب ڈالنا ہو گی میران! کیونکہ عون احمر جعفری کو بھلانے کا اختیار اب میرے پاس نہیں رہا ہے۔"

میران شاہ کی سرخ نگاہوں کی طرف دیکھے بغیر اس نے کہا۔ جب اس نے نڈھال لہجے میں سوال کیا۔

"جس سے پیار کرتی ہو، کیا وہ، مجھ سے زیادہ خیال رکھتا ہے تمہارا؟"

"میں کچھ نہیں جانتی میران! لیکن میں اسے اپنے دل اور اپنی زندگی سے نکال نہیں سکتی۔" قدرے چلا کر کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی، جب اس نے پھر سے شکستہ لہجے میں سوال کیا۔

"انکل اس بات کے لیے نہیں مانیں گے یمنی! ان سے کیا کہو گی۔"

میران شاہ کے سوال پر فوراً" پلٹتے ہوئے وہ خاصی بے دردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی۔

"ان سے میں نہیں، تم کہو گے مانی! اور یاد رکھنا، اگر مجھے عون احمر جعفری نہیں ملا تو میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گی پھر کسی کے پاس سوچنے اور پچھتانے کا موقع بھی نہیں رہے گا۔"

محبت دشت فرقت میں
بنا رخت سفر چلتے، کسی مجذوب کے دل سے


بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
بال لمبے اور گھنے کرتا ہے

ملنے کا پتہ: ۳۷، اردو بازار، کراچی۔


www.novelsiapan.com



Scanned with CamScanner

نکلتا ایک نوحہ ہے
محبت راستوں کے جال میں بھٹکا ہوا راہی۔
کسی کے بام پر ٹھہرا ہوا اک اجنبی چہرہ
محبت خواب بن جائے تو تعبیریں نہیں ملتیں۔
محبت ایک بارش ہے۔
جو اک اک بوند کر کے تن سے من میں جب اترتی ہے۔
سریلے ساز بجتے ہیں۔ انوکھے باب کھلتے ہیں
کسی فنکار کے ہاتھوں سے چھڑتا بے خودی کا راگ
محبت بارشوں کے موسموں میں یاد کی کایا۔
محبت جلتے تپتے راستوں پہ پھیلتا سایا۔
محبت اک اداسی ہے' بلا کی خاموشی بھی ہے۔
محبت پت جھڑوں کا نام' محبت اک سلگتی شام۔

شب آہستہ آہستہ بھیگتے ہوئے۔ آدھے سے زیادہ سفر طے کر چکی تھی۔ مگر آج بھی نیند یمنی رحمٰن کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ قطار در قطار آنسوؤں کے پھسلنے کا سلسلہ تا حال جاری تھا۔

نظر کے کینوس پر اس وقت تین سال کا وہ سین ابھر رہا تھا۔ جب وہ عون احمد جعفری کو پانے کے لیے ہسٹریک ہوئی تھی۔ رحمٰن صاحب اس کی اور میران شاہ کی شادی کے بارے میں بہت سنجیدہ تھے۔ وہ جلد از جلد اس فریضے کو سرانجام دے کر پرسکون ہونا چاہتے تھے۔ جب عین وقت پر اس نے بغاوت کر ڈالی۔

"میں مانی سے شادی نہیں کر سکتی پاپا۔"

"کیوں؟" ان کی آنکھیں از حد حیرانگی سے سکڑی تھیں۔ جب کہ قریبی صوفے پر بیٹھے میران شاہ کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

"کیونکہ... میں مانی کو صرف اپنا اچھا دوست اور کزن سمجھتی ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں۔" خود سری انتہا پر تھی۔

"میران ایک دوست اور کزن کے علاوہ تمہارا فیانسی بھی ہے یما۔ اس بات کو مت بھولو تم۔"

"میں اس بات کو سرے سے مانتی ہی نہیں ہوں پاپا' بھلانے یا نہ بھلانے کا سوال تو بعد میں اٹھتا ہے۔" وہ اس وقت بے حسی کی ہر انتہا کو پھلانگتی۔ میران شاہ کی ذات کو پستیوں میں دھکیل رہی تھی۔

"تم بے وقوفی کر رہی ہو یما' میں نے اگر آج تک تمہاری ہر خواہش پوری کی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہارے دل میں جو آئے' تم وہی کرو۔ ابھی میں تمہارا برا بھلا سوچنے کے لیے زندہ ہوں' جس دن مر جاؤں اس دن کرتی رہنا اپنی من مانیاں۔" جلال آیا رحمٰن صاحب کو' یمنی رحمٰن نے ان کے کسی لفظ کی پروا نہیں کی۔

"پاپا' آپ نے آج تک اگر میری ہر خواہش کو پورا کر کے۔ میری ذات پہ احسان کیا ہے۔ تو اس احسان کا شکریہ لیکن میں اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ اپنی مرضی کے خلاف ہونے نہیں دوں گی۔ میں نے مانی سے بات کر لی ہے۔ جب اسے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو آپ اس بات کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں۔"

"اپنی آواز نیچی رکھو یمنی' مت بھولو کہ اس وقت تم اپنے باپ سے مخاطب ہو۔ جہاں تک میران کا سوال ہے تو اس پاگل لڑکے کے ظرف پر سوال مت اٹھاؤ۔ اپنی جان سے بڑھ کر چاہتا ہے یہ تمہیں۔ کفران نعمت مت کرو بیٹے۔ بہت پچھتاؤ گی۔"

شکستہ لہجہ تھا ان کا۔ شاید اولاد خود سر ہو جائے تو والدین کے لہجے ان کے مان کے ساتھ یونہی بکھر جایا کرتے ہیں۔

اس کی آنکھوں میں واضح آنسو چھلک آئے تھے۔ تبھی رحمٰن صاحب نے نڈھال لہجے میں پوچھا تھا۔

"کون ہے وہ؟"

"آپ اسے جانتے ہیں پاپا' بہت پسند بھی کرتے ہیں اسے۔"

"عون... عون کی بات کر رہی ہو تم؟" ایک مرتبہ پھر وہ از حد حیران رہ گئے۔ جواب میں یمنی رحمٰن نے پلکیں جھکا کر چپ چاپ اثبات میں سر ہلا دیا۔



Scanned with CamScanner

"میں اسے تمہارا اٹل فیصلہ سمجھوں یا محض جذباتیت۔"

"زندگی میں پہلی بار میں نے جذبات سے ہٹ کر کوئی فیصلہ کیا ہے پاپا' مجھے لگتا ہے میں عون کے ساتھ بہت خوش رہوں گی۔"

اس کے پاس گویا ہر سوال کا جواب موجود تھا۔ تبھی رحمٰن صاحب نے تھکے تھکے سے انداز میں خود کو صوفے پر گراتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ جانے کیوں اس وقت ان کا دل درد سے بوجھل ہو رہا تھا۔ اعصاب جیسے لمحوں میں شل ہو گئے تھے۔ آج انہیں خود اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا۔ شرمندگی محسوس ہو رہی تھی اپنی تربیت پر۔ اکلوتی بیٹی کی ہٹ دھرمی پر' ایک لمحے میں جیسے وہ صدیوں کا سفر طے کر آئے تھے۔ آج انہیں پچھتاوا ہو رہا تھا کاش وہ اپنی بیٹی کو اتنی آزادی نہ دیتے۔ اس کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری نہ کرتے تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

محض یمنی کی ضد و اصرار پر انہوں نے نجانے کس دل سے اپنے دوست رضا جعفری کے سامنے اپنا سوال رکھا تھا۔ جواب میں انہوں نے نہایت محبت کے ساتھ' انہیں رشتہ پکا سمجھنے کی یقین دہانی کروادی۔ یمنی تو انہیں بھی دل سے بے حد پسند تھی۔ دوسرا انہیں اپنے بیٹے کی فرماں برداری پر بڑا مان تھا' لہٰذا اپنی طرف سے انہوں نے بات کو تقریباً" پکا کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

رحمٰن صاحب کے کہنے پر رضا جعفری صاحب نے عون سے بات کی تو شاکڈ رہ گیا۔ یمنی رحمٰن جیسی لڑکی کے بارے میں سوچنا اسے خواب میں بھی گوارا نہیں تھا۔ اس نے لحاظ کیے بغیر صاف انکار کر دیا۔ دل کے اندر اگر کسی لڑکی کو ہم سفر بنانے کی خواہش پنپ بھی رہی تھی تو وہ صرف دانیہ خان تھی۔ اس کی یونیورسٹی فیلو' جو یورپ میں تعلیم کے دوران اس سے ملی تھی۔ دھیما مزاج رکھنے والی سادہ سی دانیہ فقط تھوڑے سے عرصہ میں ہی اس کی روح و اعصاب پر' بری طرح قابض ہو چکی تھی۔ تاہم ابھی وہ یہ بات اپنے ڈیڈ کے سامنے نہیں کر سکا تھا۔ لہٰذا تعلیم کی آڑ لے کر اس جھنجھٹ سے جان چھڑانے کی بھرپور کوشش کی۔ مگر زبان پر قائم رہنے والے رضا احمد جعفری صاحب کے سامنے اس کی ایک نہ چلی۔ زبردستی کی صورت میں جہاں اس نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دی۔ وہیں رحمٰن صاحب نے اس کی نافرمانی پر اپنی جان سے گزر جانے کا فیصلہ سنا دیا۔ نتیجتاً وہ بے بسی کے عالم میں' پنجرے میں قید پنچھی کی مانند' محض پھڑپھڑا کر رہ گیا۔

دانیہ خان کی جگہ کسی اور کو زندگی کا حصہ بنانا۔ گویا موت کے مترادف تھا۔

اس کے ذہن میں ڈائریکٹ یمنی رحمٰن سے بات کرنے کا خیال آیا تھا۔ اگر وہ اس پر تمام حقیقت کھول کر رکھ دیتا تو یقیناً" وہ خود اس رشتے سے انکار کر کے اس کا مسئلہ حل کر سکتی تھی۔ یہی سوچ کر اس نے یمنی رحمٰن سے اس کے پرسنل سیل پر بات کر کے اسے قریبی ریسٹورنٹ میں ملنے کی دعوت دی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ اگلے روز شام میں' شاندار ریسٹورنٹ کے پرسکون ماحول میں' ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے یمنی....!"

ٹیبل پر موجود اپنے سامنے رکھے مشروب کے گلاس کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے بالآخر اس نے بولنے میں پہل کی تھی۔ جب وہ اپنا گلاس ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے دلکشی سے مسکرا کر بولی۔

"تو کہہ ڈالیے نا عون' میں یہاں آپ کی بات سننے ہی تو آئی ہوں۔"

اس وقت سج سنور کر عون احمر جعفری کی قربت میں' اس کے مقابل بیٹھنا' اسے کتنی بڑی خوشی سے ہمکنار کر رہا تھا' یہ صرف اس کا دل جانتا تھا' بلیک جینز پر لائٹ گرے شرٹ میں ملبوس اس کے عین مقابل بیٹھا وہ تیکھے نقوش والا خوبصورت شہزادہ آنکھوں کے



Scanned with CamScanner

راستے سیدھا اس کے دل میں اتر رہا تھا۔

"آج میں آپ سے جو کچھ بھی کہنے جا رہا ہوں' سمجھ لیجیے کہ بے حد مجبور ہو کر کہہ رہا ہوں۔"

عون نے ایک مرتبہ پھر سرسری سی اک نگاہ' اس کے سچے سنورے سراپے پر ڈالتے ہوئے جیسے تمہید باندھی تھی۔

"میں اچھی طرح جانتی ہوں عون کہ آپ آج مجھ سے کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔"

وہ چونک کر استفہامیہ نگاہوں سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو وہ اپنی لانبی پلکیں جھکا کر مدہم لہجے میں بولی۔

"آپ مجھ سے یہی کہنا چاہتے ہیں نا' کہ میری طرح آپ کو بھی مجھ سے محبت ہو گئی ہے۔ آپ بھی رات رات بھر مجھے سوچ کر جاگتے رہتے ہیں۔ آپ کے دل میں بھی اضطراب نے گھر کر لیا ہے۔ آپ بھی جلد از جلد مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتے ہیں' ہے نا....؟"

کتنے رسان سے رخساروں پر جھلکی پلکیں اٹھا کر اس نے پوچھا تھا۔ جواب میں عون احمر جعفری کے سر پر جیسے ساتوں آسمان ایک دم سے گر پڑے۔ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس نے یمنی رحمٰن کے خوبصورت چہرے پر دل کش رنگوں کو دیکھا تھا۔

"آپ ضرور کسی بہت بڑی غلط فہمی' بلکہ خوش فہمی کا شکار ہیں مس یمنی!"

چند پل ضبط کے کڑے مراحل سے گزرنے کے بعد اس نے بے حد سرد انداز میں کہا۔ وہ جیسے ساکت رہ گئی تھی۔

"میں نے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی آپ کے بارے میں اس انداز سے نہیں سوچا مس یمنی۔ میں نے آج یہی بات کلیئر کرنے کے لیے آپ کو یہاں بلایا ہے۔" قطعی سرد انداز میں بنا اس کی طرف دیکھے وہ کہہ رہا تھا اور ادھر اس کے مقابل بیٹھی یمنی رحمٰن گویا مٹی کا بت بن کر رہ گئی تھی۔

"پلیز مائینڈ اٹ' میں اس زبردستی کے بندھن کا قائل نہیں ہوں۔ میرے نزدیک شادی جیسے مقدس اور مضبوط بندھن کا تعلق محض دو جسموں کا ملاپ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں دو انسانوں کی دلی خوشی' ذہنی آسودگی اور روح کا قرار بھی شامل ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا میں آپ کے سامنے یہ اعتراف کرنے میں قطعی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا کہ میں کسی اور لڑکی کو پوری ایمانداری کے ساتھ چاہتا ہوں۔ اور زندگی بھر چاہتا رہوں گا۔ میری زندگی میں کسی دوسری لڑکی کی گنجائش نہیں ہے۔ میرے ساتھ اگر آپ کی شادی ہو بھی گئی تو میں آپ کو کچھ نہیں دے سکوں گا۔ نہ محبت' نہ عزت و احترام' نہ کوئی مقام اور.... نہ ہی آپ کا حق.... لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس یکطرفہ محبت کے سلسلے کو یہیں ختم کر کے' اس شادی سے انکار کر دیں۔ بصورت دیگر آپ اپنی دشوار ترین زندگی کی ذمہ دار خود ہوں گی۔"

اپنے دل کا غبار اس کی سماعتوں میں انڈیلنے کے بعد وہ وہاں ٹھہرا نہیں تھا۔ سرعت سے کرسی کھسکا کر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا تھا' جب کہ وہ ساکت بیٹھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دور جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

خالی ذہن خالی روح اور خالی نگاہوں کے ساتھ ساکت بیٹھی وہ جیسے کچھ بھی سننے اور سمجھنے کی صلاحیت سے بے بہرہ ہو گئی تھی۔

میرا شام سلونا شاہ پیا
سانوں مار گئی تیری چاہ پیا

زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اس نے کسی چیز کی خواہش کی اور وہ چیز اس کی دسترس سے دور تھی۔ اپنے ٹھکرائے جانے پر اس کا دل جیسے غم و غصے کا الاؤ بن کر رہ گیا تھا۔ نڈھال قدموں کے ساتھ گم سم سی وہ گھر واپس آئی تو سامنے لان میں ہی میران شاہ کو اپنے لیے خاصا متفکر پایا۔

"تم کہاں چلی گئی تھیں یمنی' بتا کر بھی نہیں گئیں۔ اور یہ.... یہ اس حال میں آ کہاں سے رہی ہو تم....؟"



Scanned with CamScanner

عون احمر جعفری نے اسے کال کی تھی۔

وہ اس وقت اپنے بستر پر لیٹی' اسی کے متعلق سوچ رہی تھی۔

"ہیلو مس یمنی.... پھر آپ نے کیا سوچا؟"

رسمی دعا سلام کے بعد اس نے خاصے بے تاب لہجے میں پوچھا تھا۔ جب وہ قطعی انجان بنتے ہوئے بولی۔

"کس بارے میں؟"

"میں نے آپ پر جو حقیقت کھولی تھی اس کے بارے میں....." قدرے چبا چبا کر اس نے کہا تھا۔ وہ قدرے بے نیازی سے بولی۔

"مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا عون۔ ویسے بھی آج کل ہر کوئی شادی سے پہلے ایسی سرگرمیوں میں مصروف دکھائی دے رہا ہے۔ آپ نے اگر کسی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ لیا۔ تو کیا ہوا۔ نصیب تو میرا ہی بنیں گے آپ؟"

"جسٹ شٹ اپ مس یمنی! میں دل کی گہرائیوں سے دانیہ خان کو چاہتا ہوں۔ اس سے ہٹ کر کسی اور لڑکی کے ساتھ زندگی بتانے کا تصور بھی نہیں کیا ہے میں نے۔"

یمنی رحمٰن کے ہٹیلے پن کی انتہا پر تپتے ہوئے اس نے کہا تھا۔ جب وہ دل میں اٹھتی ٹیسوں کو دباتے ہوئے بولی۔

"آئی ڈونٹ کیئر' میں آپ سے اتنی محبت کروں گی کہ آپ دانیہ خان تو کیا' خود اپنے آپ کو بھی بھول جائیں گے۔"

"بکواس بند کرو اپنی' کیوں میرے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو بھی عذاب بنانے پر تلی ہوئی ہو تم۔"

"میں آپ سے پیار کرتی ہوں عون' بے حد' بے تحاشا۔"

"جسٹ شٹ اپ! میں زبردستی کے رشتے کا قائل نہیں ہوں۔ نہیں دے سکتا تمہیں کوئی خوشی' پھر اتنی سی بات کیوں سمجھ میں نہیں آرہی ہے تمہارے۔" عون احمر جعفری کا ضبط جیسے جواب دے گیا تھا۔ تاہم یمنی رحمٰن کے جنون میں قطعی کوئی کمی نہیں آئی۔

"اتنی ہی نفرت تھی مجھ سے' تو میری بجائے خود اپنے کندھوں پر گولی کیوں کھالی تھی آپ نے؟ کیوں اس حادثے کا شکار ہونے والے' بے یارومددگار بچے کی ذمہ داری خود اٹھائی تھی۔ بولیے' کیوں کیا تھا یہ سب کچھ آپ نے۔" اپنی دانست میں اس نے عون احمر جعفری کو لاجواب کرنا چاہا تھا۔ جب وہ قطعی روکھے لہجے میں بولا۔

"میں نے یہ سب محض انسانی ہمدردی کے تحت کیا تھا۔ معلوم نہیں تھا کہ صلے میں خود میری زندگی داؤ پر لگ جائے گی۔" یمنی نے اس کا جواب بہت صبر سے سنا تھا۔ پھر اسی طرح ٹھہرے ہوئے مدہم لہجے میں بولی۔

"محض انسانی ہمدردی میں مجھ سے محبت بھی کرلیں نا عون پلیز....."

التجا پر وہ ایک مرتبہ پھر ضبط کھونے لگا۔ مگر سنبھل گیا۔ تبھی جھنجھلاتے ہوئے کٹیلے لہجے میں بولا۔

"محبت اگر کوئی بھیک ہوتی تو میں اسے ضرور آپ کی جھولی میں ڈال دیتا مس یمنی! مگر اس وقت سوال میرے دل' میری زندگی کا ہے۔ آپ میں اگر ذرا سی بھی عزت نفس ہے تو اپنے ڈیڈی کو اس رشتے سے منع کر دیجیے۔ بصورت دیگر میں ان پر ساری حقیقت کھول کر رکھ دوں گا۔ کیونکہ میں محض آپ کی خوشی کے لیے اپنی پوری زندگی کو داؤ پر نہیں لگا سکتا۔"

"اگر یہ آپ کی نفرت ہے تو میں اسے شہد سمجھ کر گھونٹ گھونٹ پی جاؤں گی عون! لیکن اگر یہ آپ کا چیلنج ہے تو جائیے' جو کرسکتے ہیں کرلیں۔ آپ کو میرا نصیب بننے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی....." کہنے کے ساتھ ہی اس نے موبائل آف کرڈالا تھا۔

عون احمر جعفری نے "رحمٰن کا میچ" میں آکر رحمٰن صاحب کو تمام حقیقت سے آگاہ کردیا تھا۔ جس کے بعد ان کے چہرے کی رنگت متغیر ہوگئی تھی۔ وہ ہرگز

میران شاہ کے متفکر انداز نے بالآخر اس کے ضبط کے سارے بند توڑ ڈالے تھے۔ وہ بے اختیار ہو کر اس کے کندھے سے سر ٹکاتے ہوئے سسک پڑی۔

"مانی..... مانی وہ مجھ سے پیار نہیں کرتا۔ وہ کسی اور کو چاہتا ہے مانی' وہ کسی اور کو چاہتا ہے۔" ایک وہی تو غمگسار تھا اس کا' اس کی خوشیوں میں ہنسنے والا۔ اور دکھوں میں رونے والا۔

"پلیز یمنی! روؤ مت' تم جانتی ہو نا' میران شاہ کو تمہارے آنسو بہت تکلیف دیتے ہیں۔" محبت سے اس کے بال سنوارتے ہوئے اس نے التجا کی تھی۔ وہ نڈھال سے انداز میں نیچے زمین پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"میں اسے کھونا نہیں چاہتی مانی' مرجاؤں گی میں اس کے بغیر۔"

اس کا لہجہ بھرایا ہوا تھا۔ مگر کوئی اس وقت میران شاہ کی آنکھوں میں تیرتے درد کا نظارہ کرتا تو شاید یہ جان لیتا کہ اس کے دل میں پلنے والا درد یمنی رحمٰن کے اندر موجود درد سے کتنا بڑھ کر ہے۔

"ایک بات کہوں یمنی' مائنڈ تو نہیں کرو گی؟"

برا ماننے کے لیے اس کے پاس رہ ہی کیا گیا تھا۔ لہٰذا سن دماغ کے ساتھ بھیگی پلکیں اٹھا کر خاموشی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"پتا ہے یمنی! یہ جو محبت ہے نا' یہ اس شخص کے ساتھ کبھی نہیں کرنی چاہیے جسے محض آپ ٹوٹ کر چاہتے ہوں' مگر اسے آپ کی کوئی پروا نہ ہو۔ آپ کے جذبات و احساسات آپ کے آنسو' اس پر کوئی اثر نہ کرتے ہوں۔ یہاں تک کہ ایک دن اس کے موم ہونے کا انتظار کرتے کرتے آپ خود پتھر کے ہو جائیں۔ ایسی یکطرفہ محبت سے کیا حاصل یمنی' کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم دل کا رشتہ اسی شخص کے ساتھ جوڑ لیں۔ جو ہم سے پیار کرتا ہو' چاہے ہم اسے چاہیں نہ چاہیں۔ وہ ہماری فکر کرتا ہو۔ ہمارا خیال رکھتا ہو۔ ہمارے آنسو اسے تکلیف پہنچاتے ہوں۔ ہماری ذرا سی توجہ اسے خوشی سے بے حال کر دیتی ہو۔ جو ہمارے مزاج کے ہر موسم سے آشنا ہو....."

وہ خود غرض نہیں تھا۔ محض اپنے دل کی خوشی کے لیے یمنی رحمٰن کو آزمائش میں ڈالنا اسے پسند نہیں تھا۔ مگر اس وقت سوال اس کے دل کی خوشی کے ساتھ ساتھ یمنی کے بہتر مستقبل کا تھا۔ اس کی مستقل خوشیوں کا تھا۔ سو اس نے تھوڑا سا خود غرض بن کر اسے سمجھانے میں قطعی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی تھی۔ تاہم جواب میں یمنی رحمٰن کے الفاظ نے۔ اسے دکھی ضرور کر ڈالا تھا۔

"میں اس وقت کچھ بھی سوچنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں مانی! مجھے ہر قیمت پر عون احمر جعفری کو حاصل کرنا ہے۔ اس کے لیے چاہے مجھے اپنی جان سے ہی کیوں نہ گزرنا پڑے۔ میں پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

"تم پچھتاؤ گی یمنی!" میران نے اسے اس فیصلے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

"پروا نہیں مانی' ایک بار وہ میری دسترس میں آجائے۔ پھر اس کا دل اپنی طرف مائل کرنا۔ میرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔"

عجیب ضدی لہجے میں کہنے کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔

☆ ☆ ☆

پورے وجود میں عجیب سی آگ دہک رہی تھی۔ اس وقت وہ کسی کے بارے میں نہیں سوچ رہی تھی۔ اس وقت وہ نہیں جانتی تھی کہ بعض خوشنما نظر آنے والی چیزیں' زندگی کا حصہ بن جائیں تو جینا دشوار کر دیا کرتی ہیں۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ خیر کی بجائے شر کو طلب کر رہی ہے۔ وہ بھی ایسی ہی تھی۔ خیر کی بجائے شر کو مانگنے والی۔ اندھا دھند اندھی محبت کی دلدل میں دھنسنے والی۔ نفس کی منہ زور آندھی میں بہہ کر' خود کو سلگتے لمحوں کی آگ کے سپرد کرنے والی۔ یہ سمجھ کر خود کو مطمئن رکھنے والی کہ دنیا میں محبت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ دل کی خوشی سے بڑھ کر دنیا کی کوئی راحت نہیں' کوئی دولت نہیں۔ اگلے ہی روز'



Scanned with CamScanner

جانتے بوجھتے ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں اپنی بیٹی کا ہاتھ نہیں دینا چاہتے تھے۔ جو اس کی خوشیوں کی ضمانت بھی نہیں دے سکتا تھا۔

عون احمر جعفری کی صاف گوئی انہیں اچھی لگی تھی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حتمی فیصلہ کرپاتے۔ اچانک یمنی رحمٰن وہاں چلی آئی۔ رحمٰن صاحب نے' عون کے سامنے ہی .اس سے تمام بات کلیئر کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ تو جیسے کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ مسلسل ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھی کہ اسے ہر قیمت پر عون احمر جعفری کا ساتھ چاہیے۔ خواہ کچھ ہوجائے۔ وہ اپنی خواہش سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔ اس کی اس درجہ ہٹ دھرمی پر' جہاں عون احمر جعفری طیش میں آیا تھا۔ وہیں رحمٰن صاحب کا چہرہ بھی غصے سے سرخ ہوگیا تھا۔ تب اس موقع پر روایت کے مطابق اپنی بیٹی کو سرکشی سے روکنے کے لیے انہوں نے بھی وہی داؤ آزمایا تھا' جو اس موقع پر اکثر والدین آزمایا کرتے ہیں۔

"یاد رکھو یمنی! اگر تم نے اس سلسلے میں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے فیصلے سے انحراف کیا تو میں اپنی جان سے گزر جاؤں گا۔ میں اپنے جیتے جی' تمہیں یہ احمقانہ فیصلہ کرنے کا اختیار قطعی نہیں دوں گا۔"

وہ جانتی تھی کہ رحمٰن صاحب انہیں اس طریقے سے بلیک میل ضرور کریں گے۔ تبھی اس نے پہلے سے ہی اس کا جواب سوچ لیا تھا۔

"اوکے پاپا! اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو میں ہرگز کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاؤں گی۔ جو محض میری وجہ سے آپ کو کسی بھی قسم کی تکلیف سے دوچار کرے۔"

اتنی جلدی ہتھیار پھینک دینے پر' جہاں رحمٰن صاحب حیران ہوئے تھے' وہیں عون احمر جعفری بھی اپنی جگہ گویا شاکڈ رہ گیا تھا۔ مگر وہ محض ایک لمحے کے لیے سانس لینے کو رکی تھی۔

"میں سرکش نہیں ہوں پاپا! لیکن عون کو حاصل کرنا۔ اب میرا جنون بن گیا ہے۔ اب یہ تو طے ہے کہ میں انہیں کھو کر زندہ نہیں رہ سکتی۔ پھر جب یہ طے ہے تو یہ زندگی بھی کس لیے پاپا.....؟"

اپنا جملہ مکمل کرنے کے فوراً" بعد اس نے صوفے کی سائیڈ پر دھرے ٹیبل پر سے پھل کاٹنے والی چھری اٹھا کر سرعت سے اپنی بائیں کلائی کو کاٹ ڈالا تھا۔ اس سے قبل کہ رحمٰن صاحب یا عون احمر جعفری کچھ کرپاتے' وہ لہو میں نہا گئی تھی۔

آناً" فاناً" ہی وہ بات ہوگئی تھی کہ جس کا ان دونوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس معاملے میں وہ اس حد تک جذباتی واقع ہوگی' رحمٰن صاحب کے ساتھ عون احمر جعفری کو بھی اس کا اندازہ نہیں تھا۔ تبھی دونوں بدحواس ہو کر اس کی طرف لپکے تھے۔ لمحوں میں وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگئی تھی۔ میران شاہ کو اس واقعے کی بابت علم ہوا۔ تو وہ رحمٰن صاحب اور عون احمر جعفری کے ساتھ الجھ پڑا۔

یمنی رحمٰن کی خوشی' اس کی زندگی' اسے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز اور قیمتی تھی۔ اس کی خوشی کے لیے وہ ہر امتحان سے گزر سکتا تھا۔ لہٰذا اس وقت بھی صرف اس کی خوشی کے لیے اس نے اپنے دل کی قطعی پروا نہ کرتے ہوئے ان دونوں کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

دو دن ہوش و حواس سے بیگانہ رہنے کے بعد تیسرے دن وہ ہوش میں واپس آئی' تو میران شاہ اس کے بستر کے قریب دھری کرسی پر الرٹ بیٹھا یک ٹک اس کی طرف دیکھے جارہا تھا۔ کتنی وحشت تھی اس وقت اس کی آنکھوں میں' سرخ سرخ سوجی ہوئی آنکھوں میں تیرتا پانی' عجیب سے درد کی کہانی سنا رہا تھا تبھی وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بچوں کی مانند پھر سے رو پڑی۔

"مانی..... مانی..... مجھے عون احمر جعفری چاہیے۔ پلیز ہیلپ می مانی' پلیز۔"

"یمنی..... پلیز رووٴ مت..... میں ہوں نا' میں کرواؤں گا عون سے تمہاری شادی۔"

اس وقت اس کا ہر لفظ رو رہا تھا۔ مگر وہ اسے تسلی



Scanned with CamScanner

دے رہا تھا۔

"پرامس....."

"ہاں پرامس.... لیکن آئندہ ایسی حرکت مت کرنا یمنی! جانتی ہو نا۔ میران شاہ کی زندگی کا محور صرف تمہاری ذات ہے۔ کیوں بار بار آزمائش میں ڈالتی ہو تم مجھے۔"

بھرائے ہوئے زخمی لہجے میں کہتا۔ وہ اس کے پہلو سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

بعض رشتے ایسے ہوتے ہیں' جنہیں مضبوط کرتے کرتے انسان خود ٹوٹ جاتا ہے۔ یمنی رحمٰن کے ساتھ میران شاہ کا رشتہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس کی ذات سے وابستہ وفا کے بندھن کو مضبوط کرتے کرتے۔ وہ خود ٹوٹ رہا تھا۔ یمنی رحمٰن کو "رحمٰن کاٹیج" سے رخصت کرتے وقت بظاہر مختلف کاموں میں مصروف دکھائی دینے کے باوجود وہ بار بار اپنی بھیگتی آنکھوں کو رگڑ رہا تھا۔ پرپل کلر کے نہایت دیدہ زیب لہنگا کرتی میں ملبوس' زیورات سے لدی پھندی۔ گہرا میک اپ کیے۔ وہ اسے دنیا کی سب سے حسین ترین لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔ آنسوؤں کے جس ریلے پر وہ کب سے بند باندھے ہوئے تھا۔ اس وقت اسے اپنے مقابل پا کر وہ ضبط کھو بیٹھا۔

"تھینک یو مانی' مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے بہت پیار کرتے ہو' شاید اس پیار سے بھی زیادہ' جو میں عون سے کرتی ہوں۔ لیکن آئی ایم سوری مانی' میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکی۔ ہو سکے تو میری اس خود غرضی کو معاف کر دینا۔ اور پاپا کے ساتھ ساتھ اپنا بھی خیال رکھنا پلیز....."

خوبصورت بلوری آنکھوں سے آنسو چھلکاتی' سرگوشیانہ لہجے میں وہ اس سے التجا کر رہی تھی۔ بنا کچھ کہے وہ تیزی سے پلٹ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

☆ ☆ ☆

"رحمٰن کاٹیج!" سے وہ بڑی دھوم دھام سے رخصت ہوئی تھی۔ اور ادھر "احمر پیلس" میں اس کا استقبال یوں کیا گیا تھا۔ گویا کسی ریاست کی راج کماری ہو۔ رضا احمر جعفری صاحب کے پاؤں تو' مارے خوشی کے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ سب یمنی رحمٰن کے حسن کو دیکھ کر مبہوت رہ گئے تھے۔ ہر ایک زبان پر اس کی خوبصورتی کا ذکر تھا۔ سب ان دونوں کو چاند سورج کی جوڑی سے تشبیہ دے رہے تھے۔

"احمر پیلس....." میں ہونے والے اس شاندار استقبال نے یمنی رحمٰن کا مزاج مزید ساتویں آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ دل ہی دل میں' وہ عون احمر جعفری کو اپنے حسن سے شکست دینے کا سوچ کر۔ مسرور ہو رہی تھی۔ آنے والی ساعتوں کے بارے میں سوچ کر اس کا دل اتھل پتھل ہو رہا تھا۔ چہرے پر ان گنت رنگ بکھر رہے تھے۔ لرزتی پلکیں اس کے اندر کا حال بخوبی عیاں کر رہی تھیں۔ "احمر پیلس" میں بے شمار' رسومات کی ادائیگی نے اسے بری طرح تھکا ڈالا تھا۔ "عون احمر جعفری کے سراپے کو محض تصور میں لا کر ہی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ ٹک ٹک سیکنڈز گراتی گھڑی اس کے دل کی دھڑکنوں پر چل رہی تھی۔ ایک ایک لمحہ انتظار بنا ہوا تھا' مگر..... ساڑھے گیارہ سے بارہ۔ اور دو سے ڈھائی بج گئے تھے۔ جب بھی وہ بیڈ روم میں نہیں آیا تھا۔

مسلسل بیٹھے بیٹھے یمنی رحمٰن کی کمر تختہ بن چکی تھی۔ کسی کو اس کا احساس نہیں تھا۔ شب کے ڈھائی بجے عون کی کسی کزن نے آکر اطلاع دی تھی کہ عون کے ایک قریبی دوست کی اچانک طبیعت خراب ہو جانے کے باعث' عون ابھی تک ہسپتال سے گھر نہیں آیا ہے' وہ اس سے معذرت کر رہی تھی۔ اور ادھر یمنی رحمٰن کی دھڑکنیں جو دروازہ کھلنے کی آہٹ پر' بری طرح منتشر ہو گئی تھیں۔ ایک دم سے تھم گئیں۔ آنکھوں میں بے ساختہ ساون امڈ آیا تھا۔

"پذیرائی" کے حوالے سے کوئی خاص امید اسے بھی نہیں تھی۔ مگر اتنی تذلیل' اس قدر اہانت کہ



Scanned with CamScanner

لمحوں میں ہی اس کے رخسار جیسے تپ اٹھے تھے۔
وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ مگر بلک بلک کر رو پڑی تھی۔

عین اسی پل شب کے تقریباً" ساڑھے تین بجے۔ عون احمر جعفری نے اپنے کمرے میں قدم رکھا تھا۔ بظاہر خوب نک سک سا تیار ہوا۔ وہ خوبرو مرد' اس وقت بہت نڈھال دکھائی دے رہا تھا۔

یمنی رحمٰن اسے دیکھ کر اپنی جذباتی فطرت پر قابو نہیں رکھ سکی تھی۔ تبھی اسے صوفے پر سکون سے بیٹھتے ہوئے دیکھ کر۔ وہ بنا اپنی پوزیشن کا لحاظ کیے' بھاری بھرکم لباس سنبھالتی۔ اگلے ہی پل اس کے عین مقابل جا کھڑی ہوئی تھی۔

"کہاں تھے آپ اب تک؟"

بھرپور استحقاق کے ساتھ قطعی درشت لہجے میں اس نے پوچھا تھا۔ وہ ایک اچٹتی سی نگاہ' اس کے شاندار سراپے پر ڈالتے ہوئے آہستگی سے پلکیں موند کر بولا۔

"میں اپنے کسی عمل کے لیے تمہارے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔"

"کیوں نہیں ہیں؟ میں بیوی ہوں آپ کی' میرے حقوق کی پاسداری آپ کا فرض ہے۔"

"شٹ اپ..... کس حق کی بات کر رہی ہو تم؟ بولو..... کیا میں نے وارن نہیں کیا تھا کہ میں' تمہیں اپنی ذات سے کچھ نہیں دے سکوں گا۔ پھر کس منہ سے حق کی بات کر رہی ہو تم؟" اس کے ہٹیلے انداز پر' لمحوں میں جیسے وہ سلگ اٹھا تھا۔

دانیہ خان کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ وہ بدحواسی کے عالم میں سارے فنکشنز کو چھوڑ کر۔ ہسپتال بھاگا تھا۔ پچھلے تین چار گھنٹوں سے' وہ اس کے پاس ہی تھا۔ اس وقت اسے کسی کی کوئی پروا نہیں تھی۔ رضا احمر جعفری صاحب کے بھرپور اصرار اور سختی کے باوجود وہ اسے خطرے سے باہر پا کر الگ روم میں منتقل کروانے کے بعد ہی گھر واپس لوٹا تھا۔ اسے اپنی ضد میں اٹل پا کر' وہ نرم پڑی۔ تبھی لہجے میں ترشی کی بجائے عاجزی سمٹ آئی تھی۔ جواب میں وہ فوراً" اس کے سامنے سے اٹھتے ہوئے بے نیازی سے بولا۔

"آئی ڈونٹ کیئر' مجھے اس قصے سے دلچسپی نہیں ہے۔ اور ویسے بھی۔ میں بہت زیادہ تھک چکا ہوں لہٰذا پلیز' مجھے مزید ڈسٹرب مت کرو۔"

سنگدلی سے کہنے کے ساتھ وہ وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکال کر' واش روم میں گھس گیا' تو یمنی رحمٰن بھی ایک دم سے جیسے ہوش کی دنیا میں واپس آ گئی۔ سارا جسم' جیسے لمحوں میں تھکن کا شکار ہو چکا تھا۔ قدم گھسیٹتی وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی قدرت نے اسے حسن کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ مگر آج اس کا سارا حسن بے کار گیا تھا۔

"نہیں..... یمنی رحمٰن نے زندگی میں کبھی ہارنا نہیں سیکھا عون' تمہیں اگر میں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے حاصل کر لیا ہے۔ تو اب تمہارے دل تک رسائی بھی حاصل کر کے رہوں گی میں' خواہ اس کے لیے مجھے اپنی زندگی کو ہی داؤ پر کیوں نہ لگانا پڑے۔ میں تم سے ہار نہیں مانوں گی عون۔ نہیں روؤں گی میں اب۔"

بے دردی سے آنسو رگڑ کر' وہ آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

اگلے روز صبح ہی صبح رحمٰن صاحب اور میران شاہ اس سے ملنے چلے آئے تھے۔ یمنی انہیں دیکھ کر بے یاری سے رحمٰن صاحب کے کشادہ سینے میں جا چھپی تھی۔

"آئی مس یو پاپا۔" رحمٰن صاحب اس کی دیوانگی پر بے بسی سے مسکرائے تھے۔

"مس یو ٹو بیٹے! کیسی ہیں آپ؟" پدرانہ شفقت سے مغلوب ہو کر انہوں نے اس کی پیشانی کا بوسہ لیا تھا۔

"ٹھیک ہوں پاپا! آپ کیسے ہیں اور مانی تم کیسے ہو؟"



www.novelsiahan.com

Scanned with CamScanner

رحمٰن صاحب سے فوراً" نظریں چراتے ہوئے وہ میران شاہ کی طرف متوجہ ہوئی جو اپنی اداس نگاہوں سے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں کیسا لگ رہا ہوں؟" کسی قدر بجھے ہوئے لہجے میں اس نے پوچھا تھا۔ جواب میں وہ ایک مرتبہ پھر نگاہیں چرانے پر مجبور ہوگئی تھی۔ تاہم اس سے پہلے کہ وہ اس سے مزید کوئی سوال کرتی' آسمانی کرتا شلوار میں ملبوس نکھرا نکھرا سا عون احمر جعفری اپنے بیڈ روم سے نکل کر ان سے ملنے چلا آیا۔ رضا احمر جعفری' رحمٰن صاحب کے پہلو میں موجود تھے۔

"کیسے ہو عون بیٹا!"

بھرپور محبت کے ساتھ اسے بانہوں میں بھر کر انہوں نے پوچھا تھا۔ وہ رسمی سی مسکراہٹ لبوں پر پھیلاتے ہوئے بولا۔

"فائن انکل! آپ کیسے ہیں؟"

"ٹھیک ہوں بیٹے! لیکن یمنی کے بغیر پورا گھر جیسے سونا سونا دکھائی دے رہا تھا تو صبح ہی صبح ہم دونوں ملنے چلے آئے۔ اصل میں اسے کبھی نظروں سے دور کیا نہیں ہے نا' خیر اب تو اپنے جگر کا ٹکڑا تمہارے سپرد کر ہی چکا ہوں' کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے مگر پھر بھی اس کا بہت خیال رکھنا عون! پلیز۔۔۔"

یمنی نے آج دوسری مرتبہ اپنے پاپا کی پلکیں بھیگی ہوئی دیکھی تھیں۔ کیا سوچا تھا انہوں نے مگر کیا ہو کر رہ گیا تھا ان کے ساتھ وہ جسے انہوں نے کبھی ایک پل کے لیے خود سے الگ کرنے کا نہیں سوچا تھا' آج ان کی وہی اکلوتی لخت جگر ایک ہی شہر میں ہوتے ہوئے بھی ان سے فاصلے پر تھی۔

"رحمٰن۔۔۔ کم آن یار! یمنی اب میری بیٹی ہے اور تم دیکھنا' میں اپنی بیٹی کا خیال تم سے زیادہ رکھوں گا۔ یہ یہاں اتنی خوشیاں پائے گی کہ تمہارا گھر اسے کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں آئے گا۔" رضا احمر نے اپنا بازو ان کے شانوں کے گرد پھیلاتے ہوئے اطمینان سے کہا تو ان کے لبوں نے بے ساختہ "آمین" کہا۔

"پاپا۔۔۔ مجھے اس وقت ذرا ہسپتال تک جانا ہے۔ آپ تو جانتے ہیں کل میرے ایک عزیز دوست کی طبیعت خراب تھی۔ لہٰذا ابھی میں اس کی عیادت کرنے جا رہا ہوں۔ ہسپتال سے واپس آکر آپ لوگوں کو جوائن کروں گا۔ او کے' بائے۔" "مروت' لحاظ رکھے بغیر دو ٹوک لہجے میں کہتا' وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا تھا۔ عین اسی پل رحمٰن صاحب اور میران شاہ کی نگاہیں ایک ساتھ یمنی رحمٰن کے چہرے کی طرف اٹھی تھیں۔ جواب میں اس نے ذرا سا گڑبڑاتے ہوئے فوراً" نگاہیں جھکا لیں۔

وہ پورا دن یمنی کی فرمائش پر رحمٰن صاحب اور میران شاہ نے "احمر پیلس" میں اس کے ساتھ ہی بتایا تھا اور اس دوران انہوں نے ہر ممکن طریقے سے عون کی فرمانبرداری اور اسے خوش رکھنے کی کوئی ہزار نصیحتیں اس کے پلو سے باندھ دی تھیں۔

عون کی واپسی کے انتظار میں شام ڈھلے وہ لوگ واپس چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

ادھوری باتیں ہی زندگی ہیں
وہ گزری باتیں ہی زندگی ہیں
اگرچہ دل کی اداس اجڑی ہوئی رتوں میں بکھر گئی ہیں
کئی زمانوں سے ساری باتیں وہ گزری باتیں
سلگتی شاموں کے جلتے بجھتے الاؤ میں ہی پگھل گئی ہیں
ادھوری باتیں' ضروری باتیں

عون احمر جعفری سے اس کی شادی کو یہ دوسرا ہفتہ تھا اور اس دوسرے ہفتے میں اس نے ہر ممکن طریقے سے اسے اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہر طریقے سے خود کو بنا سنوار کر دیکھ لیا تھا مگر وہ ایسا پتھر کا بت ثابت ہوا تھا کہ سرسری سی ایک غیر اتفاقی نگاہ بھی اس پر ڈالنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ رات کو دیر سے آنا اور صبح ناشتا کیے بغیر گھر سے نکل جانا اس نے اپنا روز کا معمول بنا لیا تھا۔ اپنی اپنی جگہ جیسے دونوں ہی ہار ماننے کو



Scanned with CamScanner

تیار نہیں تھے۔

یمنی رحمٰن کو اس کی بے حسی نے خاصا ہرٹ کیا تھا مگر وہ چہرے پر "خوش ہوں" کا لیبل چپکا کر سارے آنسو اندر ہی اندر گراتی رہی' زبردستی خوش نظر آنے کی کوشش میں اب جیسے وہ خود بے زار ہو گئی تھی۔ رضا احمر جعفری' رحمٰن صاحب اور میران کی خوشی کے لیے اس نے اپنے آپ کو "صبر و ضبط" کا چلتا پھرتا اشتہار بنا لیا تھا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھی جو ٹوٹ جاتے ہیں مگر کبھی جھکنا گوارا نہیں کرتے۔

وہ بھی میران کے سامنے شکستگی کا بوجھ اٹھانا نہیں چاہتی تھی' لہٰذا جب بھی "رحمٰن کاٹیج" کا چکر لگاتی' بات بے بات مسکراتی رہتی تھی۔

اس روز وہ دن ڈھلے میران شاہ کے ساتھ واپس "احمر پیلس" آئی تو ایک نیا شاک اس کا منتظر تھا۔ میران شاہ اس کے ہزار اصرار کے باوجود اسے گھر سے باہر ہی اتار کر واپس پلٹ چکا تھا' لہٰذا وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتی طویل راہداری عبور کر کے وسیع ہال میں داخل ہوئی تو سامنے ہی صوفے پر رضا احمر اور عون کو بحث کرتے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

"تم اپنی حد سے بڑھ رہے ہو عون! مت بھولو کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ یمنی بیٹی کے ساتھ جو سلوک تم کر رہے ہو' میں اس سے ہرگز غافل نہیں ہوں۔"

رضا احمر کو اتنے شدید غصے میں دیکھنے کا اتفاق اسے پہلی مرتبہ ہو رہا تھا۔ تب ہی اسے عون کی بلند آواز سنائی دی تھی۔

"سو واٹ پاپا... میری زندگی پر میرا اپنا کوئی اختیار ہے کہ نہیں۔ میں جس لڑکی کو ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا' آپ نے بلاوجہ ضد کر کے اسے میری زندگی کا حصہ بنا دیا۔ اب آپ مزید مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ میں اپنی مرضی سے سانس بھی نہ لوں' یونہی گھٹ گھٹ کر مر جاؤں۔"

اس سے زیادہ اہانت کیا ہو سکتی تھی اس کے لیے' یکدم ہی دل جیسے بوجھل ہو کر رہ گیا تھا۔

"یمنی! میں کس چیز کی کمی ہے عون! خوبصورت ہے' پڑھی لکھی باشعور لڑکی ہے' ویل آف فیملی سے تعلق رکھتی ہے اور کیا چاہیے تمہیں؟" رضا احمر جعفری ـــــ بھی اس کے جواب سے جیسے ہرٹ ہوئے تھے۔

"میں اسے پسند نہیں کرتا پاپا! اور اس ناپسندیدگی کی میرے پاس کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔"

وہ مرد ہو کر بھی اپنے دل کی حکایت اپنے باپ پر نہیں کھول پا رہا تھا اور ادھر اس نے ایک عورت ہو کر اپنا وقار اپنے باپ کی نظروں میں گرا ڈالا تھا۔

"اوکے لیکن اس کے باوجود میں تمہیں اکیلے باہر نہیں بھیج سکتا۔" اب کے رضا صاحب کے جملے نے ساکت کھڑی یمنی رحمٰن کو چونکا دیا تھا۔

"میں وہاں اسٹڈی کے سلسلے میں جا رہا ہوں پاپا! ہنی مون منانے نہیں جا رہا جو اس دم چھلے کو ساتھ رکھوں۔" رضا جعفری کے اٹل لہجے کے جواب میں اس نے صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ جب وہ سختی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"میں یمنی کے لیے ایسے الفاظ پسند نہیں کرتا عون! مت بھولو کہ وہ میرے انتہائی قریبی دوست کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ میری بہو بھی ہے۔ لہٰذا یورپ جانے کی اجازت اب تمہیں محض اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ تم اسے بھی ساتھ لے کر جاؤ۔ بصورت دیگر کہیں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

قطعی دو ٹوک لہجے میں اپنی بات کہنے کے بعد وہ وہاں رکے نہیں تھے جبکہ عون احمر جعفری شدید بے بسی کے عالم میں قریبی صوفے کو ٹھوکر مار کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

زندگی کے اس موڑ پر یمنی رحمٰن نے ایک اور امتحان کا سامنا کیا تھا۔ ایک طرف اگر عون احمر جعفری تھا۔ تو دوسری طرف اس کے پاپا رحمٰن صاحب اور میران شاہ تھے۔ اگر وہ عون احمر جعفری کے ساتھ یورپ جانے سے انکار کر دیتی تو یہ جان بوجھ کر سب



Scanned with CamScanner

کچھ اپنے ہاتھوں گنوا دینے والا معاملہ ہوتا کیونکہ وہ اچھی طرح جان گئی تھی کہ عون اسٹیٹس کیوں جانا چاہ رہا ہے۔

دوسری طرف اگر وہ اس کے ساتھ چلی جاتی تو پھر اپنے نہایت مشفق پاپا اور بے حد مہربان دوست میران شاہ کو دیکھنے کے لیے ترس جاتی۔ وہ الجھ کر رہ گئی تھی۔ کتنے ہی دنوں تک وہ اللہ سے دعا مانگتی رہی تھی کہ عون احمر جعفری اپنے اسٹیٹس جانے کا ارادہ ترک کردے مگر اس کی دعائیں مستجاب نہیں ہوئی تھیں۔ دل کے ہزار نہ چاہنے کے باوجود صرف عون احمر جعفری کے دل تک رسائی پانے کی لگن میں اسے اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اپنوں کو چھوڑ کر اس کے ساتھ شکاگو آنے کی تیاری کرنا پڑی تھی۔

وقت رخصت جب وہ "رحمٰن کاٹیج" سے نکل رہی تھی تو جانے کس احساس سے مغلوب ہو کر میران شاہ نے اس کے آنچل کا کونا تھام لیا تھا۔ ضبط گریہ سے سرخ آنکھیں آج باقاعدہ آنسو لٹا رہی تھیں۔

"میران شاہ کے گھر سے تو دور چلی گئی ہو یمنی! اب اس کا شہر چھوڑ کر تو مت جاؤ۔ پلیز....."

ضبط کے سارے بند جیسے ٹوٹ گئے تھے۔ رحمٰن صاحب کا حال بھی دیکھنے لائق تھا مگر اس نے ان جذباتی لمحوں میں خود کو کمزور پڑنے نہیں دیا' تب ہی دل کو مضبوط کرتے ہوئے بولی۔

"میں مجبور ہوں مانی! کہ یہاں رکنے کا کوئی اختیار اب میرے پاس نہیں ہے۔"

"اختیار تھا بھی تو تم کب رک گئی تھیں۔"

جواب میں یمنی رحمٰن کی ساری ہمتیں بھی جیسے ریت کی بھربھری دیوار کی مانند ڈھے گئیں۔

"مجھے معاف کردو مانی! پلیز....." اس کے سامنے زمین پر گھٹنے ٹیک کر بیٹھتی ہوئی وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی تو نڈھال سے میران شاہ نے التجا کی۔

"یمنی..... پلیز ایسے مت روؤ..... تم جانتی ہو نا کہ میران شاہ کو تمہارے آنسو کتنی تکلیف دیتے ہیں۔"

دوزانو ہو کر اس کے مقابل بیٹھے ہوئے وہ جیسے گڑگڑایا تھا۔ جواب میں یمنی نے فوراً" اپنی آنکھیں رگڑ ڈالیں۔

کتنے ظرف کا حامل شخص تھا وہ مگر غلط دل سے لو لگا بیٹھا تھا۔ تب ہی تو ہر قدم پر ضبط کے کڑے مراحل سے گزرنا پڑ رہا تھا اسے۔

"اوکے..... میں اب نہیں روؤں گی مگر پاکستان واپسی پر مجھے تم کمزور یا دکھی ملے تو میں تمہارا یہ قصور کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

دونوں طرف برسات ہو رہی تھی اور اس برسات میں بھیگتے ان کے دل ایک دوسرے سے عہد لے رہے تھے۔

شکاگو میں ایک دردناک اور روکھی زندگی بانہیں پھیلائے جیسے اس کی منتظر کھڑی تھی۔

عون احمر جعفری کا دل اپنی "محبت" سے جیتنے کی ضد میں وہ سرتاپا بدل کر رہ گئی تھی مگر دانیہ خان کی محبت میں مدہوش وہ اپنی عادتوں میں ایک انچ بھی فرق نہیں کر پایا تھا۔ ایک اچھی بیوی ہونے کا ہر فرض وہ بخوبی نبھا رہی تھی مگر اس کے باوجود وہ اس کی "بیوی" نہیں بن سکی تھی۔ شادی کی پہلی رات سے لے کر اب تک عون احمر جعفری نے اس سے خود کو ایسے دور رکھا تھا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔

پاکستان میں اسے جو عون احمر جعفری کے ساتھ ایک کمرے میں رہنے کا شاندار اعزاز حاصل تھا' یہاں آکر وہ اعزاز بھی اس سے چھن چکا تھا۔ عون احمر جعفری نے اسے اپنے دل کے ساتھ ساتھ اپنے کمرے اور آنکھوں سے بھی دور کر دیا تھا۔ پورا دن وہ مختلف کاموں میں جتی رہتی اور رات میں بستر پر جیسے کانٹے اگ آتے تھے۔ صبر و ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتے گزرتے وہ اب جیسے تھکنے لگی تھی۔

عون کی نظروں کے حصار میں رہنے کے لیے اس نے اپنا سراپا ہی بدل ڈالا تھا۔ لمبے گھنے بالوں کو کٹوا کر شولڈر تک لے آئی تھی۔ مشرقی سوٹ کی جگہ اب اس نے زیادہ تر ٹراؤزر' جینز اور سلیولیس شرٹس کو زیب



Scanned with CamScanner

تن کرنا شروع کردیا تھا۔

فقط تھوڑے ہی عرصے میں وہ ایک مشرقی دوشیزہ سے مغربی حسینہ کے روپ میں ڈھل گئی تھی' مگر عون احمر جعفری نجانے کس مٹی سے بنا تھا کہ اس کا دل اب بھی یمنی رحمٰن کی طرف راغب نہیں ہوا تھا۔ گزرتے ہر دن کے ساتھ ان کے رشتے میں وہی فاصلہ' وہی سرد مہری اور وہی اجنبیت قائم تھی جو کہ پہلے روز ان کے درمیان حائل ہوگئی تھی۔ دانیہ کے شکاگو آنے کے بعد تو اس کے رویے میں اور اجنبیت آگئی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ عون کو یمنی رحمٰن کے ساتھ اپنائے گئے اپنے سنگ دلانہ رویے کا احساس نہیں تھا یا اسے تکلیف دے کر وہ خوشی محسوس کرتا تھا۔ ظلم ڈھانے کا وہ ہرگز شوقین نہیں تھا مگر پھر بھی وہ یمنی کے ساتھ ایسا سلوک کرنے پر مجبور تھا۔ جب بھی یمنی کی طرف اس کی نگاہ اٹھتی تھی' بے ساختہ وہ لمحات اسے یاد آجاتے تھے کہ جب وہ زبردستی اس کی زندگی کا حصہ بننے کے لیے بضد ہوگئی تھی۔

انسانی فطرت ہے کہ جو چیز زبردستی جھولی میں آگرے' قابل توجہ نہیں لگتی۔ یمنی رحمٰن بھی اس کی جھولی میں پکے ہوئے پھل کی مانند زبردستی آگری تھی۔ لہٰذا اسے اس کی شخصیت سے ایک عجیب قسم کی چڑ ہوگئی تھی۔ جب بھی وہ اس کے سامنے آتی تھی' اس کے اعصاب تن جاتے تھے۔ ایک بھاری بوجھ کی مانند وہ اسے اپنی روح پر مسلط محسوس ہوتی تھی۔ اس کا ہوش ربا حسن' سلیقہ' وفاشعاری' دیوانگی' سب ناپسندیدگی کی بھینٹ چڑھ کر رہ گیا تھا۔ دل ہی دل میں وہ بہت کوشش کرتا تھا کہ اگر اسے محبت کے جواب میں محبت نہیں دے سکتا تو نفرت بھی نہ دے مگر چاہ کر بھی ایسا کرنا اس کے اختیار میں نہیں رہا تھا۔ بے باک' بولڈ لڑکیوں سے وہ ہمیشہ خار کھاتا تھا اور اس کی سب سے بڑی وجہ اس کی اپنی ماں کا کردار تھا۔ بچپن ہی میں اپنی ماں کی حد سے زیادہ بولڈنیس اور آزاد روش نے اسے شدید حساس بنا دیا تھا۔ پھر کچھ عرصے بعد جب وہ اس کے پاپا سے ڈائیورس لے کر اپنے بچے کی پروا کیے بغیر چلی گئیں تو اسے ایسی عورتوں کے تصور سے بھی گھن آنے لگی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے زندگی میں کبھی اپنی ماں کو یاد نہیں کیا تھا۔ باہر کے آزاد ماحول میں رہ کر بھی اس نے اپنا دامن صاف رکھا تھا۔ دانیہ خان کی ذات سے اس کی بے تحاشا محبت کی وجہ اس کی سادگی اور مضبوط کردار ہی تھا۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے علاوہ کسی تیسرے فرد سے قطعی کوئی دلچسپی نہیں تھی جبکہ یمنی رحمٰن نے تو کچھ ہی عرصے میں اپنے آپ کو کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا تھا۔ اپنے کزن کے ساتھ انگیج ہونے کے باوجود وہ اسے پانے کے لیے ہر حد سے گزر گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے دل میں تاحال اسے کوئی باعزت مقام دینے پر خود کو تیار نہیں کر پا رہا تھا۔

سفر آسان لگتا تھا
دل برباد تجھ کو یہ سفر آسان لگتا تھا
ادھر تو سوچتا تھا اور ادھر
آنکھوں سے کوئی خواب چہرہ آن لگتا تھا
دل برباد ہم نے تو کہا تھا
یہ سفر آسان لگتا ہے
مگر.....
آنکھیں بدن سے چھین لیتا ہے

اس وقت بھی وہ اس پر سرسری سی نگاہ ڈال کر آگے بڑھ جانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے قدموں کی آہٹ پر فوراً" بے دار ہو کر اس کی طرف لپک آئی۔

"آج پھر آپ لیٹ ہوگئے عون! میں نے کتنی محنت سے آپ کے لیے پاستا بنایا تھا۔"

خالص بیویوں والے انداز میں اس کی بے نیازیوں سے قطع نظر وہ کتنے مان سے گلہ کر رہی تھی مگر عون کا دل چونکہ دانیہ خان کی وجہ سے پریشان تھا' لہٰذا وہ اپنے قدم آگے بڑھاتا لاپروائی سے بولا۔

"کتنی بار کہوں تم سے کہ مت انتظار کیا کرو میرا' مت بنایا کرو کوئی چیز میرے لیے مگر تم نجانے کب سمجھو گی۔"



Scanned with CamScanner

"میں آپ کی بیوی ہوں عون!"

اس کے بیڈ روم کی طرف اٹھتے قدموں کو دھندلائی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے قدرے گھٹے گھٹے انداز میں اس نے کہا تھا۔ جب وہ فوراً" پلٹ کر ایک استہزائیہ نظر اس کے بکھرے سراپے پر ڈالتے ہوئے حیرانگی سے بولا۔

"تمہیں... اب بھی یہ گمان ہے کہ تم میری بیوی ہو؟"

کتنی گہری چوٹ کی تھی اس نے کہ وہ بلبلا کر رہ گئی تھی۔ پچھلے تین سال سے جو "کردار" وہ نبھا رہی تھی' اس کے جواب میں جو "حق" اسے مل رہا تھا' وہ ایک بیوی کا تو ہرگز نہیں تھا۔ عون احمر جعفری کے عشق میں وہ دیوانگی کی حدوں سے نکل کر جنونیت کے دائرے میں داخل ہو گئی تھی۔ اپنا آپ مٹا کر اس پر قربان ہو گئی تھی۔ "میں" سے نکل کر "تم" ہو گئی تھی۔ وہ جو اپنے لیے چائے بھی ملازمین سے بنوا کر پیتی تھی' پچھلے تین سال سے خود کسی ملازمہ کی طرح اس کے آگے پیچھے پھر رہی تھی' صرف اس کی محبت اور دل کے حصول کے لیے کیا سے کیا ہو کر رہ گئی تھی وہ مگر پھر بھی عون نے اسے اس کے "حق" سے نہیں نوازا تھا۔ اس کے دل و دماغ پر تاحال دانیہ خان کا قبضہ تھا۔ اسی کے ساتھ آفس میں بریک فاسٹ کرنا' دوپہر میں لنچ اور شام میں ڈنر کرنا دل کی ہر بات' ہر مسئلہ اسی کے ساتھ شیئر کرنا' اسی کی تعریف میں رطب اللسان رہنا' اسی کے لیے شاپنگ کرنا۔ غرضیکہ اس کی شب و روز کی ہر مصروفیت کا محور دانیہ خان کی ذات بن کر رہ گئی تھی۔

پچھلے تین سال میں اس نے ایک مرتبہ بھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کہ جس عورت نے اس کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے' اس کی اب کیا فیلنگز ہیں۔ وہ کیا سوچتی ہے؟ کیا چاہتی ہے؟ اسے کس چیز کی ضرورت ہے؟ وہ ٹائم پر کھانا بھی کھاتی ہے یا نہیں؟ اسے سکون سے نیند بھی آتی ہے یا نہیں؟ کبھی کچھ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی اس نے۔

—— آسان لفظوں میں اس نے جیسے "قید تنہائی" دے رکھی تھی۔

پچھلے تین سال سے کیا دے رہا تھا وہ اسے... کچھ بھی تو نہیں' ذرا سی خوشی بھی نہیں۔ اپنی شادی کی ویڈنگ انیورسری کا دن بھی وہ دانیہ خان کی قربت میں بسر کرتا تھا مگر جانے ضبط کی کس مسند پر بیٹھی ہوئی تھی وہ کہ ہارنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

ہر روز معمول کی مانند' صبح سویرے جاگ کر واش روم میں عون کے پریس شدہ کپڑے رکھنا' اس کے بوٹ پالش کر کے رکھنا' اس کا بریف کیس تیار کرنا' پرفیوم' ٹائی' برش' سنگھار میز پر نکال کر رکھنا' مختلف مریضوں کی پیچیدہ بیماریوں سے متعلق ضروری رپورٹس اور فائلز سنبھال کر رکھنا۔ ہر روز اس کے لیے اپنے ہاتھوں سے ناشتا تیار کرنا اور ہر روز ہی اس کا بنا ناشتا کیے گھر سے نکل جانا' لنچ پر اور ڈنر کے لیے بھی اس کا لاحاصل انتظار کرنا۔ گو لمحہ بہ لمحہ اسے تھکا رہا تھا۔ اندر سے دیمک کی مانند کھاتے ہوئے کھوکھلا کر رہا تھا مگر وہ بنا آنسو بہائے پوری تندہی کے ساتھ اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف تھی۔

میران شاہ اور رحمٰن صاحب پچھلے دو سال سے پاکستان چھوڑ کر دوحہ جا بسے تھے۔ عون احمر جعفری شکاگو آ کر اپنی مصروفیات میں اس قدر گم ہو کر رہ گیا تھا کہ اسے پیچھے رہ جانے والوں کی کوئی فکر ہی نہیں رہی تھی مگر وہ اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی' ختم ہو رہی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا میں پیار سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا' محبت میں وہ طاقت ہے کہ بڑے سے بڑا سورما بھی پگھل کر موم ہو جائے مگر عون احمر جعفری اس کے بے تحاشا پیار پر بھی موم نہیں ہوا تھا۔

"آج میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں عون!"

ہمیشہ کی طرح اپنی عزت نفس کو کچل کر آنسوؤں کے گولے کو حلق میں انڈیلتے ہوئے وہ اس کے پیچھے ہی روم میں چلی آئی تھی۔ جواب میں وارڈروب کی طرف بڑھتے عون نے پیچھے پلٹ کر قدرے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔



Scanned with CamScanner

"ہم پاکستان کب واپس چلیں گے؟"
عون کی خاموش استفہامیہ نگاہوں کے جواب میں اس نے پوچھا تھا۔ جب وہ پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔
"آئی ڈونٹ نو۔ دانیہ کی خواہش ہے کہ اس سے شادی کے بعد میں یہیں سیٹل ہو جاؤں۔ ہاں البتہ تم پاکستان جانا چاہتی ہو تو میں تمہیں بھجوا دیتا ہوں۔"
اس کے دل کو زخم زخم کر کے وہ کس قدر اطمینان کا مظاہرہ کر رہا تھا' تب ہی وہ آگے بڑھ آئی۔
"آپ..... میرے ساتھ پاکستان واپس چلیں گے' کبھی کوئی دانیہ نہیں آئے گی ہمارے بیچ۔ سنا آپ نے؟" اب کے اس کے لہجے کی کرختگی پر وہ واقعی شاکڈ رہ گیا تھا۔ تب ہی تو گردن گھما کر کس قدر حیرانگی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا' جہاں اب گلابیوں کی جگہ زردیاں بکھر کر رہ گئی تھیں۔
"کس مٹی کے بنے ہیں آپ..... کہ آپ پر میرے آنسو' میرا صبر' میری وفا' کچھ بھی اثر نہیں کر رہا؟ مانا کہ میں نے غلط قدم اٹھایا ہے' اپنی ہی منہ زور خواہشات کے ریلے میں بہہ کر اپنے اصل سے بھٹک گئی ہوں میں لیکن اس کی اتنی کڑی سزا تو نہیں دیں عون! صرف ایک آپ کی محبت پانے کے لیے میں کیا سے کیا ہو کر رہ گئی ہوں۔ ایک محض آپ کو پانے کی چاہ میں اپنے پیچھے کتنی پرخلوص محبتوں کے دروازے بند کر آئی ہوں میں۔ آپ کا دیا ہر دکھ اٹھا کر بھی کبھی اف تک نہیں کیا میں نے۔ ہر پل' ہر لمحے آپ کو سوچا۔ آپ کو چاہا ہے عون! آپ کے تصور سے پیار کیا ہے مگر پھر بھی آپ کے لیے قابل توجہ نہ بن سکی۔ کیوں عون.....؟ لوگ اپنے گھر میں کسی جانور کو پالیں تو اس سے پیار کرنے لگتے ہیں پھر میں تو ایک انسان ہوں..... اپنی بیوی نہ سہی' ایک انسان سمجھ کر ہی مجھ پر نگاہ ڈال لیجیے۔ اپنے دل میں نہ سہی' اپنے قدموں میں ہی تھوڑی سی جگہ دیجیے۔ پلیز....."
آج اس نے اپنی خودداری' اپنی عزت نفس' اپنا وقار سب اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا تھا۔ عون احمر جعفری کی غلافی آنکھوں میں تاحال حیرانگی ہچکولے لے رہی تھی۔
"لگتا ہے تم آج اپنے حواس میں نہیں ہو۔"
اس کے زرد چہرے سے نگاہیں ہٹا کر رخ پھیرتے ہوئے اس نے کہا' جب وہ سرعت سے اس کے مقابل آ کر بولی۔
"ہاں..... نہیں ہوں میں اپنے حواس میں کیونکہ میرے حواس پچھلے تین سالوں کے دوران سن ہو چکے ہیں عون! تھک گئی ہوں میں تمہارے واپس پلٹنے کا انتظار کرتے کرتے۔ کب سزا ختم کرو گے میری' کب میری طرف آؤ گے عون....." درد چھلکاتی نگاہیں عجیب پیاسے انداز میں اس کے چہرے پر دوڑاتے ہوئے اس نے عون کا بازو تھاما' جب وہ اسے پرے دھکیلتے ہوئے بولا۔
"اس خوش فہمی میں جینا چھوڑ دو یمنی رحمٰن کہ میں کبھی پلٹ کر تمہاری طرف واپس آؤں گا۔ یہ سزا جو آج تمہاری سانسوں کو الجھا رہی ہے' یہ سزا میں نے تمہیں نہیں دی بلکہ تم نے خود اسے اپنے لیے منتخب کیا ہے۔ خود چنا ہے یہ راستہ تم نے پھر اب روح لہولہان ہو رہی ہے تو گلہ کیسا' مس یمنی رحمٰن..... میں نے تو سب کچھ واضح کر دیا تھا آپ پر۔ کچھ بھی نہیں چھپایا تھا آپ سے مگر پھر بھی آپ نے مجھے پانے کی ضد کی۔ میرے دل کی بجائے جسم کو حاصل کرنا' آخری خواہش بن گیا تھا آپ کی پھر اب مجھے الزام کیوں دے رہی ہیں۔ جب مجھے آپ سے کوئی دلچسپی ہی نہیں تو آپ خواہ میرے لیے کچھ بھی کریں' آئی ڈونٹ کیئر۔ اب پلیز جاؤ یہاں سے' میں آل ریڈی بہت ڈسٹرب ہوں۔"
قطعی روڈ لہجے میں کہنے کے ساتھ ہی وہ وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکال کر واش روم میں گھس گیا جبکہ وہ ایک مرتبہ پھر اپنے بکھرے وجود کی کرچیاں سمیٹتی اس کے کمرے سے باہر نکل آئی۔

محبت کب سمجھتی ہے
محبت کب سمجھتی ہے کہ کوئی دشت وحشت ہے



Scanned with CamScanner

جو خوابوں میں بسی آنکھوں کو' جانے کب کہاں جھنجوڑ ڈالے گا

محبت کب سمجھتی ہے کہ ان شفاف رستوں سے
کوئی دکھ درد کی جانب اسے نہ موڑ ڈالے گا
محبت کب سمجھتی ہے کہ کوئی توڑ ڈالے گا

بیڈ کی پٹی سے ٹکرانے کے باعث یمنی رحمٰن کی پیشانی بری طرح زخمی ہوئی تھی۔ لمحوں میں اس کا چہرہ خون سے بھیگ چکا تھا۔ مگر اس وقت اسے اپنے دل کی تکلیف اپنے چہرے کی تکلیف سے بڑھ کر محسوس ہو رہی تھی۔ قطعی لٹے پٹے نڈھال سراپے کو بمشکل گھسیٹتی وہ آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی' جہاں اس کا اپنا ہی عکس آئینے سے نکل کر اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

میک اپ سے لتھڑا چہرہ ترشی ہوئی بھنویں' لپ لائنر اور لپ اسٹک سے سجے ہونٹ' ترشے ہوئے شولڈر کٹ بال' سیلولیس عریاں بازو' ٹائٹ شرٹ' ٹراؤزر' دوپٹے کی حرمت سے بے نیاز وجود بڑھے ہوئے لمبے ناخنوں پر لگی کیوٹیکس۔ یہ یمنی رحمٰن تو نہیں تھی۔ یہ تو کوئی اور لڑکی تھی۔ عشق میں ندھال کوئی دیوانی لڑکی جس نے محض ایک انسان کی محبت میں اپنا آپ بھلا ڈالا تھا۔

سن اعصاب کے ساتھ آئینے کے سامنے کھڑی وہ ٹکر ٹکر اپنا سراپا دیکھ رہی تھی۔ کپکپاتے ہوئے ہاتھوں کو بے ساختہ چہرے پر پھیرتے ہوئے ہراساں ہو رہی تھی۔ فقط چند ہی سالوں میں کیا سے کیا ہو کر رہ گئی تھی وہ...؟ ایک دم ہی اسے یوں محسوس ہوا گویا آئینے سے اس کا عکس نکل کر اس پر ہنس رہا ہو۔ اس سے پوچھ رہا ہو۔

"اب کہو یمنی رحمٰن..... یکطرفہ محبت کے اس جنونی کھیل میں تم نے کیا پایا...؟"

اور جواب میں وہ اپنے سراپے کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

کس قدر ناآشنا تھی وہ محبت کے حقیقی مفہوم سے۔ قطعی مدہوشی کے عالم میں صرف ایک سراب کے پیچھے اندھا دھند بھاگتی رہی' صرف ایک بار ملنے والی زندگی کے انمول دن ضائع کرتی رہی۔ محض اپنی خواہش' اپنی ضد' اپنے جنون سے اس دل میں زبردستی گھسنے کی کوشش کرتی رہی کہ جہاں پہلے ہی کسی اور کا قیام تھا۔ زندگی میں اس نے کبھی اپنے کسی معاملے میں کمپرومائز نہیں کیا تھا۔ مگر یہاں زندگی کے اس موڑ پر وہ اپنے دل سے ہار گئی تھی۔ اندھی محبت کی بھینٹ چڑھ کر غلط راہ گزر پر بھٹک گئی تھی۔

محبت تو وہ تھی جسے وہ سسکتے ہوئے پاکستان میں اپنے پیچھے چھوڑ آئی تھی۔

پیشانی سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا مگر وہ دل کے خون پر سسکتے ہوئے بلک رہی تھی۔ پورے کمرے کا سامان اس نے تہس نہس کر دیا تھا۔ اپنی شادی کی تمام تصاویر' مووی' شادی کے ملبوسات' عون احمر جعفری سے جڑا اپنا ہر احساس وہ وہیں کمرے میں آگ کی نذر کر چکی تھی۔

زندگی میں غالباً" آخری بار وہ بچوں کی مانند پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اپنی شکست کا ماتم منا رہی تھی۔ آج اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ چاہے کچھ بھی کرے' عون احمر جعفری پلٹ کر اس کی طرف نہیں آئے گا۔ اسی احساس کے زیر اثر اس نے ہسٹریکل ہو کر آئینہ پاش پاش کر ڈالا تھا مگر اس کا اپنا ہی عکس برہنہ ہو کر اب بھی اس پر ہنس رہا تھا۔ ہنسی کی اس بازگشت میں اب میران شاہ کے قہقہے بھی شامل ہو گئے تھے۔ تب بے ساختہ اس نے دوپٹے کی تلاش میں اپنی نگاہیں ادھر ادھر دوڑائی تھیں مگر وہاں عون احمر جعفری کے بیڈ روم میں اس کا آنچل کہیں نہیں تھا۔ زخمی' متوحش نگاہیں' تھک کر ناکام واپس پلٹ آئی تھیں۔

برسوں پہلے اس نے میران شاہ سے کہا تھا۔

"میں اسے کھو کر نہیں جی سکتی مانی! مر جاؤں گی میں اس کے بغیر....."

لیکن آج وہ بظاہر اس کے ساتھ ہو کر بھی اسے ہمیشہ کے لیے کھو چکی تھی اور پھر بھی زندہ تھی۔

روح برہنہ ہو رہی تھی' نازک پاؤں جیسے صدیوں کی مسافت طے کر کے لمحوں میں آبلہ پائی کا درد سمیٹ



Scanned with CamScanner

لائے تھے۔ مدہوشی کا خول جیسے ٹوٹ چکا تھا۔ آنکھوں پر بندھی محبت کی اندھی پٹی اتر چکی تھی۔ اب اسے سب کچھ صاف صاف دکھائی دے رہا تھا۔

آج اسے یہ احساس تڑپا رہا تھا کہ وہ محض ایک انسان کے عشق میں مدہوش ہو کر گمراہ ہو گئی تھی مگر صلے میں اسے سوائے آنسوؤں کے اور کچھ بھی نہیں ملا تھا۔ جتنی شدت سے اس نے عون احمر جعفری کو چاہا تھا' اگر اتنی ہی شدت سے وہ اپنے پاک پروردگار سے محبت کرتی تو کیا وہ اسے ٹھکرا دیتا؟

جس انسان کی رضا اور محبت کے لیے وہ اپنے اصل سے بھٹک گئی تھی جس کے حصول کے لیے اس نے خدا کے احکامات کو یکسر فراموش کر دیا تھا' آج اسی انسان کی محبت میں وہ اوندھے منہ زمین پر آگری تھی۔ روح کے ساتھ ساتھ سارا جسم تھکن سے چور ہو رہا تھا۔ محبت کے حقیقی مفہوم سے قطعی ناآشنا وہ اندھا دھند جس راستے پر نکل کھڑی ہوئی تھی' اس راستے کی منزل کیا تھی...؟ محض تھکن...؟

لہو لہو احساس اور برہنہ روح کے ساتھ سسکتے ہوئے وہ نیچے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ اس کا عکس اب بھی اس پر طنز کر رہا تھا۔ اس کے اعصاب میں توڑ پھوڑ مچا رہا تھا۔

"اب کہو یمنیٰ رحمٰن... اس "لاحاصل محبت" کے سودے میں کیا حاصل کیا تم نے؟ عشق کے اس خاردار راستے پر ننگے پاؤں چل کر بھی کیا فتح کر لیا تم نے؟ کیا تم اس حقیقت کو جھٹلا سکتی ہو کہ محبت خدا کی دین ہے' کوئی بھی ذی روح اسے زبردستی اپنی میراث نہیں بنا سکتا۔ حسین سے حسین تر چہرے رل کر رہ جاتے ہیں۔ آنکھوں میں حسن نہ ہو تو چہرے کی خوبصورتی یا دلکش سراپا کیا معنی رکھتا ہے۔ تم نے اپنے حسن اور ضد کی بنا پر عون احمر جعفری کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا نا۔ دیکھ لو تم اپنے تکبر میں خود منہ کے بل آگریں۔ خیر کی بجائے شر کو پا لیا تم نے۔ کبھی خدا کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے' اس سے اپنی بھلائی نہیں مانگی۔ اس نے تمہارے لیے خیر لکھا تھا مگر تم خود اس کی قائم کردہ حدود سے نکل کر جلتے ہوئے شعلوں کو ہاتھ میں لے بیٹھیں۔ اپنے نصیب کے لکھے پر صبر نہیں کیا تم نے پھر اب یہ آنسو کیوں یمنیٰ رحمٰن...؟ اب یہ تھکن کا احساس کیوں...؟"

بکھرے اعصاب اور نڈھال سراپے کے ساتھ وہ زمین پر بیٹھی ہچکیاں لے رہی تھی اور اس کا ضمیر اس سے کہہ رہا تھا۔

"تم اب بھی محض ایک انسان کی محبت نہ پانے کے دکھ میں نڈھال ہو یمنیٰ رحمٰن! کیا تمہیں یہ احساس تکلیف نہیں پہنچاتا کہ جس بزرگ و برتر نے تمہیں اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں پیدا فرما کر تم پر احسان عظیم فرمایا۔ تم برسوں اسی کے وجود سے غافل رہیں۔ کیا اس کے پیدا کردہ ایک عام سے انسان کی محبت تمہیں دنیا و آخرت میں سرخروئی سے ہمکنار کر سکتی ہے؟ کیا اس شخص کا پیار تمہیں قبر کے عذابوں سے نجات دلا سکتا ہے؟ کیا اس کا ساتھ تمہیں پل صراط کی مشکل سے گزار سکتا ہے؟ نہیں یمنیٰ رحمٰن! جس شخص کی چاہ میں تم اپنا آپ بھلا بیٹھی ہو' اس کا پیار' اس کی محبت' اس کا ساتھ تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ ہر انسان کو اگر کوئی چیز فائدہ پہنچا سکتی ہے تو وہ اللہ اور اس کے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جو قدم قدم پر روشنی بن کر اسے دنیا و آخرت میں سرخرو کرے گی۔

خدا کی تخلیق کردہ اس دنیا میں' ہزاروں کم صورت انسان' چاہے جانے کی حسرت لیے' ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے' مگر ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ حسن وہ نہیں جو ظاہری طور پر دکھائی دے۔ حقیقی حسن وہ ہے جو اپنے محبوب کے لیے آنکھوں میں چھپ کر رہے۔ عون کی آنکھوں میں بھی وانیہ خان کا حسن ہے یمنیٰ! تم چاہے کچھ بھی کر لو' اسے حسین دکھائی نہیں دے سکتیں۔ محبت تو اللہ کی دین ہے۔ وہ جب جسے چاہے سرخرو کر دے۔ اور جسے چاہے بھٹکا کر پستیوں میں گرا دے۔"

www.novelsjahan.com



Scanned with CamScanner

اپنے ہی ضمیر کی عدالت میں ساکت بیٹھی' وہ گویا ایک عکس کی مانند تحلیل ہو رہی تھی۔

آج ضمیر اسے آئینہ دکھا رہا تھا۔ دل کی گرفت سے چھڑا کر نفع و نقصان کے کٹہرے میں کھڑا کر رہا تھا' زندگی میں آگہی کا دکھ۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ انسان جب تک بے خبر رہتا ہے' خوش اور مطمئن رہتا ہے۔ مگر جیسے ہی اس پر حقیقتوں کے در وا ہوتے ہیں وہ جیسے ہی اپنے اصل سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ بکھر کر رہ جاتا ہے۔ طبیعت میں اضطراب در آتا ہے۔ اسے رہ رہ کر اپنا ہر عمل تکلیف سے دوچار کرتا ہے۔ یمنی رحمٰن بھی اس وقت اسی تکلیف کے مرحلے سے گزر رہی تھی۔

پچھلے کتنے سالوں سے وہ تڑپ تڑپ کر عون احمر جعفری سے کہہ رہی تھی۔ کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ مگر عون احمر جعفری نے اس کی صدا پر کان نہیں دھرے تھے۔ وہ ہر لمحہ اسے دھتکارتا رہا تھا۔ جب کہ یہ بات وہ اگر اپنے اللہ سے کہتی تو کیا وہ اس کی پکار نہیں سنتا۔؟ اسے دھتکار دیتا۔؟

بات سوچنے کی تھی۔ مگر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تو وہ کھو چکی تھی۔ بمشکل اپنے نڈھال وجود کو گھسیٹتی واش روم تک چلی آئی۔ ٹھنڈے ٹھنڈے تازہ پانی سے پیشانی کا زخم دھو کر' وضو کیا تو ایک عجیب سا سرور روح میں اتر آیا۔ جائے نماز پر نیت باندھ کر کھڑی ہوئی تو جانے کب سے جمع کیے ہوئے آنسو' پھر سے رواں ہو گئے تھے۔

وہ بہت چھوٹی سی تھی۔ جب اس کی ممانے اسے نماز سکھائی تھی۔ اب تو اسے نماز ادا کرنے کا صحیح طریقہ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔

بہت زیادہ زیاں کر چکی تھی وہ اپنا.... ایک انسان' ایک حقیر انسان جسے محض "علم" کی بدولت تمام مخلوقات پر فوقیت دی گئی۔ جب وہ انسان اسی "علم" سے لاعلم ہو۔ تو کیسی برتری' کیسی بڑائی....؟ اس وقت یمنی رحمٰن کو اپنا وجود بھی گندگی میں لتھڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ زندگی میں اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا' کہ فیشن کرتے ہوئے ٹی وی سے دل بہلاتے ہوئے' میوزک سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وہ اپنے اللہ سے' اس کے احکامات سے کتنی دور ہو رہی ہے۔؟

کسی بھی انسان سے محبت' محض رسوائی کے سوا اور کچھ نہیں دیتی۔ جب کہ اللہ کی پاک و بے نیاز ذات سے محبت' اس کے بندے کو دنیا و آخرت میں سرخرو کر دیتی ہے۔ وہ خود سے محبت کرنے والے کو کبھی بے آسرا نہیں کرتا۔ مایوس نہیں لوٹاتا۔ کبھی غلط راستے پر بھٹکنے نہیں دیتا۔ اس کی دعا رد نہیں کرتا۔ تو پھر کیوں انسان' عشق مجازی کی گمراہی میں بھٹکتا رہے؟

اس روز اس نے جائے نماز پر بیٹھ کر' خدا کے حضور گڑگڑاتے ہوئے۔ بہت دیر تک توبہ استغفار کی تھی۔ دل کا ہر درد جیسے آنسوؤں میں بہہ کر' دامن دل کو خالی کر چکا تھا' ڈبڈبائی آنکھوں اور کپکپاتے لبوں پر' نہایت عاجزی سے یہی دعا جاری و ساری تھی۔

"اے اللہ! اے میرے مالک' اے کل جہانوں کے پالنے والے۔ اے سب کی حاجتیں پوری فرمانے والے۔ اے بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھانے والے۔ میں گنہگار' تیری عاجز بندی خالی ذہن' خالی ہاتھ' خالی دامن لیے تیرے حضور اپنے دل کی راحت کے لیے حاضر ہوں' میرے مالک' اپنی رحمت کے صدقے' میرے گناہوں کو بخش دے' اے اللہ بے شک تو بے حساب نوازنے والا ہے۔ تیرے رحم و کرم کی کوئی حد نہیں۔ اپنی اسی رحمت کے صدقے' مجھے اپنے قرب سے سرفراز فرما۔ مستقل صبر کی دولت سے مالا مال فرما دے میرے مالک' وہ ایک شخص جو میرا نہیں ہے۔ تو اپنی رحمت کے صدقے' اسے میرا... بنا دے پروردگار! اگر وہ میرا نہیں ہو سکتا۔ تو میرے دل کو اس سے پھیر دے۔ اے اللہ مجھے آسانیوں سے ہمکنار فرما' دربدر بھٹکنے سے بچا لے۔ گمراہ ہونے سے بچا لے۔ میرے پاپا کو۔ میران کو سکون و صبر کی دولت عطا فرما میرے مالک' میرے دکھوں کا ازالہ کر دے۔"

با آواز بلند بڑبڑاتے ہوئے' دعا میں دونوں ہاتھ اٹھائے۔ وہ اپنے اللہ سے اپنے دل کا حال کہہ رہی



Scanned with CamScanner

تھی۔ جواب میں اس کا تڑپتا' مچلتا دل' جیسے ٹھہر گیا تھا۔ اعصاب لمحوں میں پرسکون ہو چکے تھے۔

☆ ☆ ☆

ایک ہفتے کے بعد عون احمر جعفری کی واپسی ہوئی تو اس کا سامنا' ایک یکسر بدلی ہوئی یمنی رحمٰن سے ہوا تھا۔ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس' سر کو دوپٹے سے اچھی طرح ڈھانپے ہوئے۔ شفاف چہرے پر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے وہ کہیں سے بھی پہلے والی یمنی رحمٰن دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ محض چونکا نہیں تھا۔ شاکڈ رہ گیا تھا۔ کہاں تو اس کی اس قدر دیوانگی کہ رات میں ذرا سا لیٹ ہو جانے پر' طوفان اٹھا دیتی تھی۔ اور کہاں اب اس کے اتنے دنوں کی جدائی پر' اف تک نہیں کی تھی۔ فارمل لہجے میں اس کا حال احوال دریافت کرنے کے بعد' وہ نماز عصر کے لیے اٹھ گئی تھی۔

اگلے پندرہ بیس دنوں میں بھی اس کا یہی معمول رہا تھا' اس کی شاندار پرسنالٹی کو یکسر نظر انداز کیے۔ وہ اپنے ہی حال میں مست ہو کر رہ گئی تھی۔ گو اب بھی اس نے اپنے فرائض سے منہ نہیں موڑا تھا۔ ہر طرح سے اس کے ہر حکم کی تعمیل بجالا رہی تھی۔ مگر پھر بھی' وہ سر سے پیر تک بدل گئی تھی۔ اب اس نے چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونا دھونا' گلہ شکوہ کرنا چھوڑ دیا تھا۔ رات میں کسی ایمرجنسی کی وجہ سے اسے دیر ہو جاتی۔ تو وہ اسے آرام سے اپنے کمرے میں مقید ملتی تھی۔ کہیں کوئی اضطراب' کوئی تڑپ' اس کی آنکھوں میں نہیں ہوتا تھا۔

دانیہ خان پر آج کل اس کے گھر والوں کی طرف سے شادی کے لیے دباؤ بڑھ رہا تھا۔

اس کی خواہش تھی کہ اس سے شادی سے قبل عون' یمنی رحمٰن کا فیصلہ کر دے۔ ان دونوں میں سے ایک کو ہم سفر رکھ لے اور عون نے اس کی خواہش پر' بنا ایک پل بھی سوچے۔ اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تھا۔ اس نے دانیہ خان کو یہ یقین تھما دیا تھا کہ وہ بہت جلد یمنی رحمٰن سے چھٹکارا حاصل کر لے گا۔

آج کل وہ اسی کشمکش کا شکار تھا کہ کیسے یمنی سے علیحدگی کے موضوع پر بات کرے۔ اس نے تو جیسے نظروں کے حصار میں ایک منٹ سے زیادہ نہ رہنے کی قسم کھالی تھی۔ پہلے جو اس سے بات کرنے کے بہانے تلاشتی تھی۔ اب اس کے پکارنے پر بھی۔ مشکل سے کوئی بات سننے پر تیار ہوتی تھی۔

بہت زیادہ بدل گئی تھی وہ۔ عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف آکر بہت زیادہ میچور ہو گئی تھی۔ اس روز نائٹ ڈیوٹی نہ ہونے کے باعث وہ ہسپتال سے جلد گھر چلا آیا تھا۔ تب ہی مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر سلیقے سے جائے نماز سمیٹی' وہ اس کے قریب چلی آئی تھی۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔"

بہت دنوں کے بعد اسے خود سے مخاطب ہوتے دیکھ کر وہ بری طرح چونکا تھا۔ تبھی اس کے سامنے صوفے پر ٹکتے ہوئے متانت سے بولا۔

"بات تو مجھے بھی بہت ضروری کرنی تھی تم سے۔ بہرحال تم کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"میں.... پاکستان جانا چاہتی ہوں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔"

نظریں جھکا کر بہت دھیمے لہجے میں اس نے اپنا مدعا بیان کیا تھا۔ جب وہ کچھ لمحوں کے لیے حیرانگی سے اس کی طرف تکتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔

"ایز یو وش.... میں نے کبھی تمہارے کسی معاملے میں دخل نہیں دیا۔ لیکن جانے سے پہلے' پلیز مجھ پر ایک احسان کرتی جاؤ۔"

"فرمائیے۔" اس کے چہرے پر عجیب سا ٹھہراؤ تھا۔ لگ بھگ ایسا ہی ٹھہراؤ اس کی آنکھوں اور لہجے میں بھی تھا۔

"میں دانیہ کو اپنانا چاہتا ہوں یمنی' لہٰذا جانے سے پہلے پلیز ڈائیورس پیپرز پر سائن ضرور کرتی جانا۔"

دھڑ' دھڑ' دھڑ.... ساتوں آسمان ایک ساتھ اس



Scanned with CamScanner

کے سر پر آگرے تھے۔ سماعتیں لمحوں میں بے جان ہوئی تھیں۔ رخسار جیسے تپ اٹھے تھے۔ بہت ضبط کے باوجود بھی آنکھیں آنسو چھلکانے سے باز نہیں رہیں۔

اتنے سالوں کی کڑی مسافت کا صلہ

"اوکے....."

جانے کس ضبط کے عالم میں کہنے کے ساتھ ہی' وہ آنسوؤں کو پیتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عون احمر جعفری نے بہت غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔ جہاں کرب کی ابھری داستان' ان بھیگتی آنکھوں میں بخوبی پڑھی جاسکتی تھی۔ تبھی شاید وہ بہت دیر تلک وہیں بیٹھا۔ پلکیں موندے نجانے کیا سوچتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

میران شاہ اور رحمٰن صاحب پاکستان واپس پلٹ آئے تھے۔ آج کل وہ پاکستان جانے کی تیاریوں میں' مصروف دکھائی دے رہی تھی۔ عون احمر جعفری نے ڈائیورس پیپرز تیار کروالیے تھے۔ ان کے مابین قائم تین سالہ رفاقت کا بندھن ٹوٹنے کے لیے محض' چند جگہوں پر ان دونوں کے سائن کا محتاج تھا۔

زندگی یمنی رحمٰن کے اندر جیسے تھکنے لگی تھی۔

اس نے بہت خاموشی کے ساتھ محض چند لمحوں تک بھرائی آنکھوں سے چپ چاپ اس کی طرف دیکھنے کے بعد' کپکپاتی انگلیوں میں پین تھام کر' بنا کوئی شکوہ' گلہ کیے۔ مطلوبہ جگہوں پر تیزی کے ساتھ اپنے سائن کردیئے تھے۔

آج وہ آخری تصویر جلادی ہم نے۔

جس سے اس شہر کے پھولوں کی مہک آتی تھی۔

آج وہ نکہت آسودہ لٹادی ہم نے

آج اس نے خود اپنے آپ کو' ڈائیورس پیپرز کے ان کاغذوں میں دفن کرکے ہمیشہ کے لیے اپنی روح عون احمر جعفری کے سپرد کردی تھی۔ "محبت محبت ڈاٹ کام" کے اس کھیل میں بالآخر شکست اس کا مقدر بن گئی تھی۔ جس محاذ پر نہ فتح کا امکان ہو' نہ ہار کی توقع وہاں انسان اندر سے تھک جاتا ہے۔ وہ بھی تھک گئی تھی۔ زبردستی اور یکطرفہ محبت کے اس رشتے کو مضبوط کرنے کی لگن میں خود ٹوٹ گئی تھی۔ دل درد سے بوجھل ہورہا تھا۔ مگر زندگی میں پہلی بار اس نے دل کے درد پر توجہ نہیں دی تھی۔ ضبط کا پہاڑ بنی' سرخ آنکھوں میں مچلتے آنسوؤں کے سمندر کو پیتے ہوئے وہ اس کے سامنے اعتماد سے کھڑی تھی۔ جو اس کے سائن کیے ہوئے ڈائیورس پیپرز کو ہاتھ میں لے کر کافی دیر تک سگنیچرز کو غور سے دیکھتا رہا۔

ضبط کی آخری سیڑھی پر کھڑی وہ دھان پان سی لڑکی اتنی آسانی سے اس کی محبت سے دستبردار ہوکر' اسے مزید شاکڈ کرگئی تھی' بہت گہری نگاہوں سے کچھ پل بغور اس کی طرف دیکھنے کے بعد' وہ پیپرز کو مٹھی میں دبائے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔ یمنی کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنی بربادی پر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ یہ اعتراف کرے کہ دنیا میں محبت سے سب کچھ جیتا جاسکتا ہے۔ مگر کسی بے حس شخص کا دل نہیں' آج اسے خود اپنے آپ سے ندامت محسوس ہورہی تھی۔ آج حقیقی معنوں میں اسے میران شاہ کا سامنا کرنے کے تصور سے شرمندگی محسوس ہورہی تھی۔ آج وہ اپنا سب کچھ لٹا کر اپنے دیس واپس جارہی تھی۔ سلگتی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے قافلے کو روکنا اس کے اختیار میں نہیں رہا تھا۔ تاہم اس سے پہلے کہ پاکستان کے لیے فلائی کرتی۔ عون احمر جعفری کے روڈ ایکسیڈنٹ کی خبر نے اس کا دل جیسے اپنی مٹی میں جکڑ لیا۔

گو وہ اس سے اپنا ہر ناتا توڑ کے نئے سفر پر گامزن ہورہا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اس کے لیے تڑپ کر رہ گئی تھی۔ تبھی بدحواسی کے عالم میں مطلوبہ ہسپتال پہنچی تھی۔ مگر وہاں عون احمر جعفری کے قریب دانیہ خان کو دیکھ کر انہی قدموں پر واپس لوٹ آئی۔

مگر خدا کے حضور عون احمر جعفری کی لمبی عمر اور مکمل صحت مندی کی دعائیں ضرور مانگی تھیں۔

خدا کے حضور نہایت عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے



Scanned with CamScanner

وہ عون احمر جعفری کا ہر ستم بھلا چکی تھی۔ جب کہ دوسری طرف دانیہ خان' جو عون کو دل کی گہرائیوں سے چاہتی تھی۔ وہ ڈاکٹرز سے اس کے سر پر لگنے والی گہری چوٹ کے متعلق سن کر' ازحد متفکر ہوگئی تھی۔ دل کے کسی کونے میں تھوڑی سی آس باقی تھی کہ شاید عون آنکھوں پر بندھی پٹی کے اترنے کے بعد' دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ مگر اس کی آس کا یہ چراغ بھی اس وقت گل ہوگیا کہ جب پٹی کھلنے کے بعد' عون نے اسے بتایا کہ وہ کچھ بھی دیکھ نہیں پا رہا ہے۔ تب بہت مجبور ہو کر۔ ٹپاٹپ آنسو بہاتے ہوئے' وہ سامنے پڑی اپنی اس "اندھی محبت" سے دامن چھڑانے پر مجبور ہوگئی تھی۔ گو اس کا پیار مطلبی نہیں تھا۔ وہ واقعی عون احمر جعفری کے ساتھ اپنی زندگی بتانے کی خواہش مند تھی۔ مگر اس عون احمر جعفری کے ساتھ' جو مکمل صحت مند تھا۔ ایک اندھے شخص کا ہاتھ تھام کر' محض محبت کے سہارے' وہ اپنی پوری زندگی کو بے رنگ کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"مجھے غلط مت سمجھنا عون' تمہارے ساتھ ہونے والے اس المناک سانحے کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ مگر..... کاش مشکل کے اس وقت میں' میں تمہارا ساتھ نبھا سکتی۔ میں نے واقعی تم سے محبت کی ہے۔ لیکن..... میں بہت مجبور ہوں' عون پہلے کی بات اور تھی۔ مگر اب..... اب میرے گھر والے کبھی ہمارے رشتے کے لیے نہیں مانیں گے۔ وہ ہرگز مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ میں ایک نابینا شخص سے شادی کروں۔ اس لیے ہوسکے تو پلیز مجھے معاف کردینا۔ سمجھ لینا کہ میں تمہارے مقدر میں ہی نہیں تھی۔ وگرنہ تمہیں ضرور مل جاتی یہ بھی شاید اللہ کا کرم ہی ہے کہ ہماری شادی سے پہلے ہی یہ حادثہ ہوگیا۔ وگرنہ بعد میں' پتا نہیں کتنی مشکلات پیش آتیں۔ بہرحال شاید اب زندگی میں دوبارہ ہم کبھی نہ ملیں۔ اس لیے ہوسکے تو اپنے دل کی کتاب سے میری محبت کا ورق پھاڑ دینا عون پلیز....." عون اس کے بھاری لہجے میں آنسوؤں کی نمی محسوس کرسکتا تھا۔ تبھی شاید اس نے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ چپ چاپ پلکیں موندے گہرے کرب کے احساس کو' دل پر گزرتے ہوئے محسوس کرتا رہا تھا۔ آج اس نے اندھے ہو کر' اپنی' لولی لنگڑی' مجبور محبت کی گہرائی کو جانچا تھا۔ کیا واقعی محبت "مجبور" ہوتی ہے؟ بہت دیر تک وہ اس سوال میں الجھا رہا تھا۔

دانیہ خان وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔ مگر اسے دیر تک' اپنے مان کے ٹوٹنے کے غم کو محسوس کرتے رہنا تھا۔ یہ لفظ جو ابھی دانیہ خان کی زبان سے ادا ہوئے تھے۔ یہ لفظ تو وہ یمنی رحمٰن کی زبان سے سننا چاہتا تھا۔ اس یمنی رحمٰن کی زبان سے جو پچھلے تین چار سالوں سے کرب کے گھونٹ پیتی رہی تھی۔ اس کی طرف سے ہونے والے ہر ظلم' ہر زیادتی کو' چپ چاپ سہہ کر اس سے دیوانہ وار محبت کرتی رہی تھی۔ ہر طرح سے اس کا خیال رکھتی رہی تھی۔ یکلخت ہی اس کی آنسوؤں سے بھیگی سرخ نگاہیں' تصور میں آئیں تو وہ پہلو بدل گیا۔

"نہیں..... میں تمہیں نہیں سوچوں گا یمنی رحمٰن' پچھلے تین سالوں میں تم میرے مقام سے بہت اوپر چلی گئی ہو۔ اب یہی سزا ہے میری کہ میں زندگی بھر تمہارے قرب کو ترستا رہوں۔ تمہیں گنوا کر بھی تمہاری خوشبو کو محسوس کرتا رہوں۔ ہاں یمنی..... اب میں خود تمہیں وہ خوشیاں دوں گا کہ جن پر تمہارا پورا حق ہے۔"

کتنی عجیب بات تھی کہ وہ اس وقت دانیہ خان کے لیے نہیں' یمنی رحمٰن کے لیے رو رہا تھا۔ اس یمنی رحمٰن کے لیے کہ جو پچھلے چند دنوں میں اسے اپنی طرف متوجہ کرگئی تھی۔ ابھی وہ اس کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر تھکے تھکے سے قدم گھسیٹتی اس کے قریب آبیٹھی۔ آنکھوں پر چشمہ پہننے کے باوجود وہ اس کی خوبصورت آنکھوں میں تیرتے آنسوؤں کا نظارہ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

"مم..... میں پاکستان جارہی ہوں' ہمیشہ ہمیشہ کے لیے....."



Scanned with CamScanner

انگلیاں چٹخاتے ہوئے رُندھے ہوئے لہجے میں بمشکل وہ کہہ پائی تھی۔ جواب میں وہ محض اسے دیکھتا رہا تھا۔

"میں جانتی ہوں کہ اس وقت آپ کو سہارے کی ضرورت ہے۔ مم۔۔۔ مگر مجھ سے تو یہ اختیار آپ چھین چکے ہیں۔ دانیہ بتا رہی تھی کہ اب آپ کبھی دیکھ نہیں سکیں گے' اس لیے پلیز آپ بھی میرے ساتھ پاکستان واپس چلیے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ میں اب پاکستان جانے کے قابل نہیں رہا۔ تم جاؤ یمنی! مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہے۔" جان بوجھ کر اس نے اپنا لہجہ روڈ کیا تھا مگر یمنی رحمٰن نے اس کے لہجے کو محسوس نہیں کیا۔

"چلی جاؤں گی۔۔۔ آج ہی چلی جاؤں گی مگر۔۔۔ مم۔۔۔ میں آپ سے اب بھی پیار کرتی ہوں عون! بہت پیار کرتی ہوں آپ سے۔ مانتی ہوں کہ محبت کے اس کھیل میں ہار میری ہوئی ہے مگر۔۔۔ میرا پیار آپ کے لیے کبھی کم نہیں ہوگا۔"

یہ وہ الفاظ تھے جو سننے کی توقع وہ ہرگز نہیں کر رہا تھا' تب ہی حیران رہ گیا تھا۔

"کیوں پیار کرتی ہو مجھ سے' جب میں تم سے پیار نہیں کرتا' تمہاری پروا نہیں کرتا اور اب تو تمہاری کیئر بھی نہیں کر سکتا پھر بھی تم مجھ سے پیار کرتی ہو' کیوں؟"

"پتا نہیں۔"

اس کے سخت لہجے کے جواب میں وہ پھر آہستہ سے رو پڑی تھی' تب ہی عون نے خاموشی سے پلکیں موند کر سر تکیے سے ٹکا دیا تھا۔

"تو آج تم سب کچھ چھوڑ کر پاکستان واپس چلی جاؤ گی۔"

"ہاں۔"

"سب کچھ چھوڑ کر۔"

"ہاں۔" نظریں بدستور آنسو لٹاتے ہوئے جھکی ہوئی تھیں اور سر اثبات میں ہل رہا تھا۔

"اپنے عون۔۔۔ کو بھی چھوڑ کر۔۔۔"


خواتین پبلی کیشنز کی جانب سے

دو خوبصورت ناول

شامِ آرزو

ایم سلطانہ فخر

قیمت =/300 روپے

گیت گلاب اور تم

عظمت عزمی

قیمت =/150 روپے

شائع ہوگئے ہیں

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37 اردو بازار کراچی

فون 2216361


www.novelsjahan.com



Scanned with CamScanner

اب کے یمنی نے چونک کر سر اٹھایا تھا پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے گلوگیر لہجے میں بولی۔

"عون احمر جعفری تو میرا کبھی تھا ہی نہیں۔"

"لیکن پھر بھی اسے تمہاری ضرورت ہے یمنی!" وہ اب بھی بغور اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں اپنا ہر اختیار کھو چکی ہوں عون! آپ نے خود مجھے خالی ہاتھ کر دیا ہے۔" اب کے وہ بلک بلک کر رو پڑی تھی۔ تب ہی شاید عون احمر جعفری کو اس پر رحم آگیا تھا۔ پل میں اس کا ارادہ بدلا تھا۔ یمنی رحمٰن کے آنسو دیکھ کر دل پھر سے اپنی ضد پر اڑ گیا تھا۔ ہمک ہمک کر پوچھ رہا تھا۔

"کیا تم یمنی رحمٰن کو کھو کر خوش رہو گے عون؟ کیا تم اس کے بغیر اب خوش رہ سکتے ہو؟" اس کے سوال پر بہت بے دردی سے اپنے لب کچلتے ہوئے اس نے پھر سے یمنی رحمٰن کی طرف دیکھا۔

"نہیں.... میں تمہیں کھو کر خوش نہیں رہ سکتا یمنی! کیونکہ تم نے مجھے اپنا عادی کر دیا ہے۔ اب اس ڈگر سے ہٹ کر کہاں چلوں میں، کوئی راستہ ہی نہیں رہا۔ کہاں جاؤں اب تمہیں چھوڑ کر، کیسے کہوں کہ میں خود غرض نہیں ہوں مگر.... تمہارے بغیر زندہ رہ کر ہنسی خوشی زندگی بتانا بھی اب ممکن نہیں رہا ہے میرے لیے۔" خود سے یہ اعتراف کرنے میں صرف ایک پل لگا تھا اسے اور وہ جیسے محض ایک پل میں اس دیوانی سے ہار کر رہ گیا تھا۔

"تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں اب معذور ہو گیا ہوں، تمہارے ان بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھ بھی نہیں سکتا۔" ایک اور امتحان ایک اور آزمائش مگر اس کے ہر پلان سے بے خبر یمنی رحمٰن نے اب بھی اس کے ہر شک کو باطل ثابت کر دیا تھا۔

"نہیں.... میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ میں نے آپ کو دل کی گہرائیوں سے چاہا ہے۔ چاہے کچھ ہو جائے، یہ محبت اب میرے دل کا مکان خالی کرنے والی نہیں ہے۔ میری وجہ سے آپ کی زندگی برباد ہوئی، مجھے اس کا بہت دکھ ہے عون! ہو سکے تو پلیز مجھے معاف کر دیجیے گا۔"

اس کے گلوگیر لہجے میں وہ سچائی تھی جسے عون احمر جعفری نے دانیہ خان کے پیار میں تلاشنا چاہا تھا مگر بازی الٹ ہو گئی تھی۔ تاہم کتنی عجیب بات تھی کہ وہ اس پر مضطرب نہیں تھا۔ دل کے اندر دور تلک کسی کسک، کسی تڑپ کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ تب ہی ایک گہری سانس فضا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے اپنی آنکھوں سے بلیک چشمہ اتار کر سائیڈ پر رکھ دیا۔

"یمنی.... ادھر میری آنکھوں میں دیکھو اور بتاؤ، کیا ان آنکھوں میں دانیہ خان کو کھو دینے کا کوئی درد تمہیں بکھرتا دکھائی دے رہا ہے۔" گزشتہ چار سالوں میں اس نے پہلی بار یمنی رحمٰن کا ہاتھ تھاما تھا۔ جواب میں وہ حیران ہو کر اس کی طرف دیکھتی رہ گئی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو، الحمدللہ میں دیکھ سکتا ہوں اور تمہیں یہ ڈائیورس پیپرز بھی دکھا سکتا ہوں کہ جن پر تم نے میرے سائن دیکھے بغیر بڑی تیزی سے اپنے دستخط کر دیے تھے۔ بتاؤ اب اس آدھی ادھوری طلاق سے کیا مطلب اخذ کروں میں؟"

ڈائیورس پیپرز نکال کر اسے دکھاتے ہوئے وہ قدرے مسرور لہجے میں بولا تو یمنی رحمٰن سے خود کو سنبھالنا خاصا دشوار ہو گیا۔ تب ہی عون احمر جعفری نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب بیڈ پر بٹھا لیا۔

"پلیز بے ہوش مت ہو جانا کیونکہ ابھی میں چلنے پھرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

اس نے مختصراً تمام حقیقت یمنی رحمٰن پر کھول دی کہ کیسے اس کا بدلا ہوا سراپا دیکھ کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا پھر یونہی اپنے لیے دانیہ خان اور اس کے پیار کی سچائی جاننے کی غرض سے ایکسیڈنٹ کے بعد بینائی کھو دینے کا ڈرامہ کیا۔ اسے زیاں کے درد سے بچانے کے لیے نابینا کا خیال محض ایکسیڈنٹ کے بعد اس کے ذہن میں آیا تھا تاکہ وہ دانیہ خان سے اس کی شادی کے بعد اکیلی پاکستان واپس جائے تو درد سے نڈھال نہ ہو۔ کم از کم یہ احساس تو ہمراہ ہو کہ جسے وہ کھو چکی ہے، وہ اب اس کے قابل بھی نہیں رہا مگر سارا



Scanned with CamScanner

کھیل الٹا ہو گیا تھا۔ عون کو ڈائیورس پیپرز پر سائن کر کے اسے اپنی زندگی سے دور کر دینے کی نوبت ہی درپیش نہیں آئی تھی جس کے لیے یہ سب کھیل رچایا تھا' وہ چھوڑ کر چلی گئی تھی اور جسے اس نے ہار جانے کے درد سے بچانا چاہا تھا' اس نے ایک مرتبہ پھر اس پر اپنا بے لوث پیار ثابت کر دیا تھا۔

"مجھے معاف کر دو یمنی..... میں صرف تمہیں اس تکلیف سے بچانا چاہتا تھا جو مجھے کھو دینے کے بعد تمہیں محسوس ہوتی۔ میں خود کو تمہارے قابل نہیں سمجھ رہا تھا۔ پچھلے تین سالوں سے جو سلوک میں نے تمہارے ساتھ روا رکھا تھا' اس کے بعد میں اس انعام کا مستحق نہیں تھا کہ تم میرے لیے مزید یہاں ٹھہرتیں' زندگی میں پہلی بار میں تمہیں خود سے دور کر دینے کے احساس سے نگاہیں چرا رہا تھا۔ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ میں دانیہ خان کو حاصل کر کے خوش ہونا چاہ رہا ہوں یا تمہیں اپنی زندگی میں روک کر..... پہلی بار میں تم سے دستبردار ہونا نہیں چاہ رہا تھا یمنی اور اپنی یہ کیفیت میں خود سمجھنے سے قاصر تھا۔ اسی کشمکش میں ٹریفک رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایکسیڈنٹ کروا بیٹھا۔ ایکسیڈنٹ کے بعد میں نے اپنے لیے تمہارے اور دانیہ خان کے پیار کو جانچنے کا پلان سوچا تھا۔ دل میں تھا کہ تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی تو میں ان پیپرز پر اپنے سائن کر کے تمہیں اپنی خود ساختہ قید سے رہا کر دوں گا تاکہ تم اس کے بعد اپنی مرضی سے ہنسی خوشی زندگی گزار سکو مگر ایسا نہیں ہوا یمنی! تمہاری دیوانگی پختہ رہی اور میں اپنی لولی لنگڑی محبت سے محروم ہو گیا۔ وہ جو ہر مشکل میں ساتھ نبھانے کی دعویدار تھی' پہلے ہی امتحان میں گھبرا کر ساتھ چھوڑ گئی۔ جانتی ہو کیوں.....؟ کیونکہ اسے جس عون احمر جعفری سے محبت کا دعوا تھا' وہ نابینا نہیں تھا مگر تم نے..... تم نے میرے نابینا پن کو بھی اہمیت نہیں دی۔ تم اپنی دیوانگی میں مجھ سے میری بے نیازیوں سے میرے اصولوں سے جیت گئیں یمنی! تم نے ثابت کر دیا کہ تمہارا پیار بے لوث ہے۔"

وہ ساکت بیٹھی ٹکر ٹکر اس کی روشن نگاہوں کی طرف حیرانگی سے دیکھ رہی تھی اور وہ اس کا سرد ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں دبائے پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہم پرسوں ہی پاکستان کے لیے روانہ ہو رہے ہیں یمنی! بابا مجھ سے بہت ناراض ہیں۔ ابھی کل ہی ان سے میری بات ہوئی ہے۔ "رحمن کاٹیج" میں جلد ہی میران اور معطر کی شادی کے شادیانے بجنے والے ہیں۔ تمہارے بعد معطر نے رحمن انکل اور میران کا بہت خیال رکھا ہے۔ بہت بے لوث خدمت کی ہے ان کی۔ میری طرح میران بھی معطر کی وفاشعاری سے ہار گیا ہے۔"

آخری درد کا کانٹا بھی نکل گیا تھا' تب ہی شاید وہ بے اختیار ہو کر اپنا سر عون احمر جعفری کے مضبوط شانے پر ٹکاتے ہوئے سسک پڑی۔

"آپ نے مجھے بہت دکھ دیا ہے عون! ایک مسیحا ہو کر مجھے پل پل کانٹوں پر گھسیٹا ہے آپ نے۔" یہ پہلا گلہ تھا جو اس سے شادی کے بعد اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔ تب ہی وہ محبت سے اس کے بال سنوارتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔

"جو ہو گیا اسے بھول جاؤ یمنی! کیونکہ جو درد میری وجہ سے تمہیں ملے ہیں' اب ان کا ازالہ بھی میں ہی کروں گا مگر یہاں نہیں' پاکستان جا کر۔"

اس کے گمبھیر ذو معنی لہجے پر اودھم مچاتی دل کی بے قرار دھڑکنوں کو بمشکل سنبھالتے ہوئے اس نے آہستہ سے پلکیں موند لی تھیں۔ جسم کا ایک ایک عضو اس وقت خدا کی پاک و بے نیاز ذات کا شکر ادا کر رہا تھا جس نے اپنی رحمت سے بالآخر اس کے دل کا قرار عون احمر جعفری کی محبت کی صورت اسے واپس لوٹا دیا تھا۔ یقیناً آنے والے دنوں میں اب خوشیوں کی بہت سی بہاریں شدت سے اس کی منتظر تھیں۔

☆ ☆

Scanned with CamScanner